ٹریکٹ نمبر ۸

منجانب

مدرسۃ الٰہیات کانپور

جسمین

فلسفۂ عبادت

یعنی

اسلامی اور آرین عبادت کا مقابلہ

مع ۴۰ جدید سوالات کے

جولائی ۱۹۱۲ء مین
خواجہ عبدالواحد کے اہتمام سے
انتظامی پریس کانپور مین چھاپا گیا
محمود احمد (علیگ) آنریری سکرٹری مدرسۂ الٰہیات کانپور نے شائع کیا

تعداد جلد ۱۲۵۰ — بلا قیمت — صرف محصول ڈاک

فلسفۂ عبادت

عبادت جسکو ہندی لٹریچر مین پوجا کہا گیا ہو مسلمہ طور پر ان افعال کا نام ہے جو خدا اور بندہ کے تعلق مالکیت و مملوکیت کا اظہار کر سکین۔

میرا خیال ہو کہ شاید عبادت کی تعریف اس سے زیادہ صحیح اور مکمل نہین ہو سکتی اور غالبًا کسی فرقہ کا آدمی معنًا اور نتیجۃً اس تعریف سے اختلاف نہ کر سکیگا۔ اگر بالفرض کسی صاحب مذہب کو اس تعریف سے اتفاق نہ ہو تو مین بجائے اسکے کہ عبادت کی اس جامع تعریف سے دست بردار ہون یہ خیال کرون گا کہ وہ مذہب کم از کم عبادت کی ایک خاص اور اہم صنف سے معرا ہی اور اسلیے وہ انسانون کو عبادت کی اعلی معراج سے گراتا اور اُنکو روحانیت کے ملبند مینار پر پہونچنے سے باز رکھتا ہے۔

عبادت کی جو تعریف اوپر بیان کی گئی ہو اسکا یہ منشا نہ سمجھنا چاہیے کہ عبادت کے ارکان مین بجز اظہار تعلق کے اور کوئی اثر و نتیجہ ہی نہین ہی، نہین یہ ممکن ہے کہ عبادت کی تہ مین سیکڑون فوائد اور نتائج ضمنی طور پر ملحوظ ہون، بلکہ اگر اصول عبادت خدا کے مقرر کئے ہوے ہین تو یقینًا ایسا ہی ہی مگر ساتھ ہی وہ اثر جسے ہم اثرات کی فوج کا ہیرو اور سلسلۂ مقاصد مین مقصد اول کہ سکتے ہین وہ صرف اظہار تعلق ہے اور بس۔

مقاصد مدرسۂ الٰہیات کانپور

(۱) اشاعت و حفاظت اسلام

(۲) مقصد ہذا کے لیے حسب ذیل اُمور جو نہایت ضروری ہین اختیار کیے گئے ہین۔

(الف) طلبا سے عربیہ و انگریزیہ کو وظائف کی امداد سے رموز فطرت و قانون قدرت کے مسائل ذہن نشین کرا کر فن مناظرہ کی تعلیم دینا تاکہ وہ موازنہ کرسکین کہ دنیا مین خدا کے بھیجے ہوے مذاہب اور انسان کے ترتیب دیے ہوی مذاہب مین کیا فرق ہے

(ب) اسی قسم کی تصانیف و رسائل ملک مین شائع کرنا و کرانا

(ج) واعظین اسلام کو مفصلات مین روانہ کرکے دیہات کے نومسلم مسلمانون پر خصوصیت کیساتھ اُنکی زبان اور فہم کے مطابق صداقت اسلام ظاہر کرنا۔

(د) دیہات مین جہان ضرورت ہو ابتدائی مذہبی مکاتب قائم کرنا (چنانچہ اسوقت تک مدرسہ کیجانب سے دس مکاتب قائم ہو چکے ہین

(۳) عام مسلمانون کے جاہلانہ عقائد و رسوم کی اصلاح کرنا۔

جسمانی وروحانی اور کسی چیز کو غیر مفید کہنے مین ایسی جلدی نہ کرے گا جبتک
اپنا یہ اطمینان نہ کرلے کہ وہ چیز جسمانی فوائد کے مانند روحانی مفادات سے بھی خالی ہو
یہ خیال نہایت صحیح ہو اور اسکی ایک بین وجہ یہ ہو کہ خود انسان کی ترکیب مادہ روح
یا جسم وروح دو چیزون سے ہے خواہ روح مادہ ہی کی ایک لہر ہو خواہ بالکل علحدہ
چیز اور یہ بالکل یقینی بات ہے کہ کل مین ہر جزو کے آثار موجود ہوتے ہین پس کوئی
وجہ نہین کہ انسان اپنے ایک جز مادہ یا جسم کے آثار سے ہمدوش ہو اور دوسری جزو
روح کے اثرات وخواص سے بالکل بے تعلق رہے۔

اس سے قطع نظر انسان کے حالات زندگی ہی پر اگر ایک سرسری نظر
ڈالنے کی تکلیف گوارا کی جائے تو یہ مسئلہ بالکل حل ہوجاتا ہے۔ کیونکہ مارل فلاسفی
یعنی فلسفۂ اخلاق جو انسانی زندگی کا جز ضروری خیال کیا گیا ہو زیادہ تر روحانی
فوائد پر قائم ہے اگر یہ نہو تو اصول اخلاق ہیچ میرز ہو جائین اور کوئی ذی ہوش
انکو برتنے کے لیئے تیار نہو۔

دیکھو نہایت موٹی بات ہو کہ فلسفۂ اخلاق تم کو تحفظ آبرو کی تعلیم دیتا ہے
اور یہ سکھاتا ہو کہ اس بھاری چیز کے لیے تم جان، مال مایۂ متاع سب کچھ نثار کردو
تم اس تعلیم کو دل مین جگہ دیتے اور خاص میلان سے اسپر عمل کرنے کی کوشش
کرتے ہو ہمکو بتاؤ کہ تحفظ آبرو مین تمھارا کچھ فائدہ ہو یا نہین اگر نہین ہو تو یہ فلسفۂ
اخلاق کی تعلیم جس کو ساری دنیا نے نظر قبول سے دیکھا ہو بیکار اور بیہودہ ٹھہرتی ہو
ضرور ہو کہ یہ عمل ظاہری فوائد سے خالی ہو تو ہو مگر ایک عمیق اور باطنی فائدہ جسے
ہم روحانی فائدہ کہہ سکتے ہین اسکے اندر ضرور پنہان ہو اور یقیناً وہی انسانون
کو اپنی طرف جذب وضم کرلینے کی قوت سے کام لیتا ہو۔

تقریر بالا سے یہ بات طے ہوگئی کہ انسانی فوائد کی ایک قسم دا ور اگر ذرا غور

اس موقع پر عمیق اور تہ نشین نظرین مذہب کی ہر شکل وصورت کو فلسفۂ مادی کی رنگ وروپ
مین دیکھنے کی عادی ہین اظہار مایوسی کرنیکے لیے بیچین ہونے لگین گی - کیونکہ
مذہب کے معاملہ مین اُن کا یہ پہلا اصل ہر کہ مذہب ہمارے ذاتی منافع کا ذمہ دار ہر
اور اظہار تعلّق کی غرض کو انسانون کے ذاتیؔ منافع سے بظاہر کچھ تعلق نہین ،
اسی خاص اور وقیع بحث کو طے کرنیکے لیے مین نے شروع مین فلسفہ عبادت
کا عنوان قائم کیا ہر اور اسکے تحت مین میری اصلی غرض یہی دکھانا ہر کہ عبادت اپنے
صحیح اور سادہ معنون مین انسانون کے ذاتی فوائد ہی سے سراسر متعلق ہے -
فلسفۂ عبادت کی منزل پر پہنچنے کے لیے ہمکو پہلے پہل یہ غور کرنا چاہیئے
کہ ہمارا وجود خود بخود ہر یا کسی اور کے ذریعہ سے اگر کسی اور کے ذریعہ سے ہر تو پھر
یہ بات غور طلب ہر کہ ہماری تخلیق ہمارے لیے مفید ہر یا نہین اگر مفید ہر اور غالبًا یہ تمام
خدا پرست مذاہب کا متفقہ خیال ہوگا کیونکہ اسکے خلاف صورت مین خدا مضر اور لغو چیز
ثابت ہوتا ہر جس سے مذہب کی جڑ کھوکھلی ہو جاتی ہر تو اسمین کچھ شک نہین کہ ہمارے
فوائد کے بہت بڑے حصہ کا دارمدار اس عمیق تخیل پر ہر کہ ہماری ہستیون کا مرجع
ایک مفید اور مہربان ذات ہر جس کے زبردست قدرت کے سامنے
ہم اور ہمارے تمام تعلقات خاک مذلت پر سر بسجود ہین -
مذکورۂ بالا دعوی کی تصدیق کے لیے تم زیادہ تر اس مسئلہ پر غور کرو کہ انسانی
فوائد کی صحیح تقسیم کیا ہر یا یہ کہ اس کی کے قسمین ہوسکتی ہین میرے خیال مین وہ لوگ
نہایت کم نظر اور سطحی طبیعت کے ہین جو انسانی فوائد کو جسمانی مفادات مین منحصر
کرکے اسکے دوسرے پہلو سے بالکل آنکھ بند کر لیتے ہین اور جب اُنکو کسی چیز مین کوئی
جسمانی فائدہ نہین نظر آتا تو چلا اُٹھتے ہین کہ یہ محض فضول اور بالکل لغو ہر غالبًا
ہر سمجھدار شخص سے یہ اُمید رکھنی چاہیے کہ وہ انسانی فوائد کی دو قسمین کریگا

سی ہے جو سورج سے انکار کرتا ہی، پھر اُسی کے انوار سے فائدہ اٹھا کر دعوی کرتا ہی
کہ ہم سورج سے انکار کرنے پر بھی کام کاج مین سورج کو ماننے والون سے
پیچھے نہین ہین کیونکہ جس فلسفۂ اخلاق سے یہ لوگ روحانی نشو ونما حاصل کر رہے ہین وہ
مذہب سے لیا گیا ہی اور اس لیے اگرچہ اُسکو اس پاک خیال سے علیٰحدہ کرنیکی بہت کچھ کوشش
گئی مگر یہ خیال ہمیشہ یا یہ ضمیر بنکر اس کے رگ و پے مین پیوست رہا اور ذرا سا غور ہی
اس نتیجہ تک پونہچانے کے لئے کافی ہوگا کہ مادیین جو کچھ بھی فلسفۂ اخلاق سی سبق لے
رہے ہین اسمین در پردہ اسی تخیل مقدس کی استادی کا ہاتھ کام کر رہا ہی دیکھو اگر
فرقہ مادیین کے کسی شخص سے یہ سوال کیا جاوے کہ تم انسانون سی ہمدردی کرنا کیون
پسند کرتے ہو تو غالبًا وہ اس کا جواب یہ دیگا کہ ہمارا کانشنس اسکو اچھا
سمجھتا ہی اور اسکو برتنے سے خوش ہوتا ہی اسکا یہ جواب اگرچہ سکی سطحی نظر کے سامنے
معمولی سا ہو لیکن اگر اسکو تحلیل کروگے تو اُسکی تہ مین تم کو صداقت کا مواج سمندر
متحرک و متلاطم نظر آئے گا سنو ہین جواب کا ماحصل یہ نکلتا ہی کہ کانشنس ایک
طاقت ہی جو انسانون کی طبائع پر حکومت کرتی ہی اور انسانون کا فرض ہی کہ
وہ اپنے حرکات و سکنات مین اس طاقت کی مرضی کا لحاظ رکھین گویا مادیین کے
نزدیک کانشنس ہی انسانون کا معبود ہی اور ان کو اسی قوت کی روشنی مین زندگی
کا راستہ چلنا چاہیے۔

اب غور کرو کہ یہ خیال اسی پہلے تخیل کا بجنسہ خاکہ ہی یا نہین اگر ہی تو میرا یہ دعوی
کہ مادیین بھی (گو در پردہ) اسی تخیل پاک کی برکت سے مستفید ہوتے ہین بالکل بجا اور قابل تسلیم ہی
اس سلسلہ مین یہ بھی یاد رکھنا چاہی کہ مادیین کا یہ خیال چونکہ اصل کا ایک ہلکا سا خاکہ ہی اسلیے وہ
کبھی تکمیل اخلاق مین مذاہب کے سچے اور پکے پابند لوگونکا درجہ اعلی نہین حاصل کرسکتے کیا ممکن ہے کہ
عرفاء باللہ اور دہریئین ایک ترازو مین تلین اور دونون پلڑے برابر ہون ہرگز نہین ہرگز نہین۔

کر دگے، تو بڑی قسم روحانی فوائد ہین اب یہ سوچنا چاہیے کہ ان دقیق و لطیف
نتائج تک پونہچنے کے ذرائع کیا ہین، کیا وہی ذرائع جو موٹے جسمانی فوائد کے
حصول مین کام دیتے ہین یہان بھی کارآمد ہو سکتے ہین ہرگز نہین وہ نمایان لذتین
جو عیاشی، انتقام، ظلم، کے پردہ مین کام کر رہی ہین اور ایک دنیا ہی کہ اودھر اُڑی
چلی آرہی ہی عفاف، عفو، اور عدل مین کہان اور اسی لیے اس عالم مین ؎

جانتا ہون ثواب طاعت و زہد + پر طبیعت ادھر نہین آتی

کا رنگ پھیلا ہوا ہے۔

پس یقیناً جیسا کہ یہ خود باریک و لطیف ہین انکے ذرائع بھی باریک اور
لطیف اور دوسرے لفظون مین عالم مادیات سے اعلی و ارفع ہونے چاہئین
میری تحقیقات مین وہ ذرائع یا اون کا مجموعہ وہی تخیل ہی جسکا پیشتر تذکرہ آچکا ہی
یعنی یہ کہ ہم سارے انسان ایک قادر مطلق بے عیب و عادل ذات کے زیر اثر
ہین اور یہ کہ وہ ہمارے تمام حرکات و سکنات کا نگران ہی یہی وہ خیال ہی جسکو
دلون مین راسخ کر دینے پر دنیا کے سارے مذاہب نے اپنا اپنا زور ختم کر دیا ہی اور اسی کے
ظلِ حمایت مین اصول اخلاق و تمدن کی اشاعت کی ہی اگر یہ نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ
مذہب ایک دن بھی دنیا مین اپنا قدم جما سکتا۔

پس نتیجہ مین تمکو میرا وہ دعوی کہ انسانی فوائد کا بڑا حصہ اسی لطیف خیال پر
موقوف و منحصر ہی تسلیم کرنا پڑیگا۔

ہان یہان ایک بات کہنے کے قابل رہی جاتی ہی وہ یہ ہی کہ ماوئین جو خدا سے
بیزار ہین اس خیال سے کوسون دور ہین، پھر وہ روحانی تربیت مین اس خیال
کے ماننے والون سے پیچھے بھی نہین ہین یہ بحث نہایت لمبی ہی جسکی تفصیل شاید
کسی قدر بے موقع ہوگی مگر اجمالاً یہ سمجھ لو کہ اس باب مین ماوئین کی مثال اس شخص کی

کے لیے نہایت کار آمد اور ضروری چیز ہے، اور میرے خیال مین اس فلسفہ کا لحاظ کرتے ہوے شاید کوئی مرد خدا ہو جو عبادت کو فضول اور تضیع اوقات کا سبب سمجھے الا ماشاءاللہ۔

ابتک جو بحث تھی اسکا سارا تعلق عبادت کی تعریف اور اسکے مقصد کے بیان سے تھا اب ہمکو عبادتون کا ایک معیار قائم کرنا چاہیے جو دو عبادتون یا عبادت کی دو طریقون مین یہ امتیاز دکھا سکے کہ کون موزون ہی اور کون ناموزون یا کون غلط ہی اور کون صحیح، اگر تم میری تقریر بالا پر غور کروگے تو یہ معیار بھی اسی سے نکل آئے گا۔ دیکھو مین نے عقلی طور پر وہان طے کر دیا ہی کہ بجز اس تخیل کے اور کوئی امر عبادت کا اصلی مقصد نہین بن سکتا، یہی معیار ہی جو دو عبادتون مین غلط و صحیح کے فیصلہ کا ذریعہ ہی یعنی وہ عبادت جسکی اصل غرض یہی تخیل ہو وہ صحیح اور سچی عبادت ہی اور جو عبادت اسکے خلاف دوسرے اغراض کو پیش پیش رکھتی ہو وہ صحیح اور سچی عبادت نہین ہی مگر اصلی غرض کے دریافت کا ذریعہ صرف اُن لوگون کا خیال نہین ہوسکتا جو ایک عبادت کے طرفدار ہین بلکہ زیادہ معتبر ذریعہ عبادت کے خود ارکان و اجزا ہین جو کافی طور پر شہادت دیسکتے ہین کہ اس عبادت کا اصل مقصد کیا ہی ساتھ ہی یہ بھی لحاظ رکھنا چاہیے کہ اسباب مین ارکان عبادت کی صریح اور واضح دلالت معتبر ہوگی ورنہ یون تو ہر شخص مجاز ہی کہ ایک غیر متعلق سے غیر متعلق بات کو ہیر پھیر کرکے کسی خاص نتیجہ اور خاص مقصد پر چسپان کردے۔

مثال کے لیے فرض کرو کہ ایک مذہب مین علانیہ شراب خوری اور حرامکاری عبادت ہی ایک اور مذہب ہی جس مین ناچ رنگ اور کھیل کود عبادت ہی اگر مقصد کے متعلق صاف اور واضح دلالت شرط نہ ہو تو کون ان عبادتون کو غلط اور بیہودہ

مین تسلسل کلام کے لیے پھر اس دعوی کو جو اب دلائل سے پختہ ہوچکا ہی پلٹاتا
ہون یعنی یہ کہ انسانی فوائد کا ایک بڑا حصتہ (روحانی) اس تخیل پر موقوف ہی کہ ہم سب
انسان خدا کی زبردست و عادل گورنمنٹ کی رعایا ہین اور وہ ہمارے تمام
کیرکٹرون کی پوری پوری نگران ہی اس دعوی کو تسلیم کر لینے کے بعد غالبًا اصل
بحث جو یہ تھی کہ عبادت کا پہلا مقصد خداوند کی مالکیت اور اپنی مملوکیت کا
تخیل جانا ہی بہت آسان ہوجاتی ہی کیونکہ اس سی متعلق جو کچھ شبہہ تھا وہ صرف یہ تھا
کہ یہ مقصد فوائد سے خالی ہی اور اسلیے اسمین مقصد بننے کی صلاحیت نہین ہے
چونکہ تحریر صدر نے کامل طور پر طے کر دیا ہے کہ یہ مقصد روحانی فوائد کا سنگ بنیادی
ہے پس وہ شبہہ رفع ہوگیا اور اب یہ ماننے مین کچھ شک نہین رہا کہ یہ تخیل عبادت
کا مقصد اوّل ہوسکتا ہی، اس لفظ پر پونھچکر مین یہ بھی دعوی کرتا ہون کہ بجز
اسکے کوئی بڑے سے بڑا نفع عبادت کا اصلی مقصد نہین ہوسکتا کیونکہ مسلم ہی کہ
عبادت بہترین فعل ہی اور بہترین فعل کا اصلی مقصد بھی بہتر ترین مقصد ہونا چاہیے
اپنی جگہہ پر یہ بھی طے ہوچکا ہی کہ روحانی فوائد مادی فوائد پر تفوق رکھتے ہین
اور اس بیان سی مین نے ابھی یہ ثابت کیا ہی کہ یہ تخیل تمام روحانی فوائد
کی جڑ ہے پس یہ یقینی ہی کہ یہی تخیل عبادت کا پہلا اور اصلی مقصد ہوسکتا ہی
اور کوئی مفاد روحانی ہو خواہ جسمانی اس قابل نہین ہی کہ اس کام مین پیش
پیش ہوسکے۔ اس تقریر سی فلسفہ عبادت بھی سمجھ مین آجاتا ہی یعنی یہ کہ عبادت
کی اصل حقیقت اور اُسکے قایم ہونیکی اصل وجہ یہ ہے کہ انسان عبادت کے ذریعہ سے
اس خیال کی مشق کرتے رہین کہ ہمارے اوپر خدا ہی جو ہمارے ہر کام کی نگرانی کرتا ہی تاکہ
اس مشق کی ذریعہ سے وہ اپنے ہر کام کو اعتدال پہ لاکر اپنی زندگی کو مکمل اور آراستہ
بنا سکین، اگر عبادت کا یہ فلسفہ ٹھیک ہے تو مسئلہ عبادت انسانون

پہلا باب

ویدک عبادات

آریہ سماج کے اصول کے مطابق اصل عبادتین جنکو ہم مسلمان اپنی اصطلاح مین فرائض کہہ سکتے ہین دو ہین ،، سندھیا اپاسن ،، اور اگنی ہوتر رہا یوگا بھیاس وغیرہ سو یہ فرائض مین داخل نہین ہے جنکی تعمیل ہر شخص پر یکسان لازم ہو بلکہ اُسکو نوافل سمجھنا چاہیے جو تصفیۂ روح اور تزکیۂ نفس کیلیے مفید ہو اور دوسرے لفظون مین ان لوگون کیلیے ضروری ہے جو سنیاس آشرم مین قدم رکھین یعنے فن معرفت سیکھنا چاہین نہ ہر شخص کے لیے ؞

یہ عبادتین جو برہم آچریہ والے طالب العلم سے لیکر سنیاس آشرم والے تارک الدنیا صوفی تک کے لیے یکسان ضروری ہین اُن کی تشریح خود سوامی دیانند جی کے لفظون مین درج ذیل ہے ۔

سندھیا اپاسن کی ضروری ارکان پر بحث کرتے ہوے سوامی صاحب ستیارتھ پرکاش مین تحریر فرماتے ہین ۔

(۱) آچمن ۔ ہتیلی مین اس قدر پانی لیوے کہ وہ پانی حلق سے نیچے تک پہونچے ۔ پانی اس سے کم ہو نہ زیادہ پھر ہتیلی کے کنارے اور اوس کے درمیانی حصہ کو ہونٹھ سے لگاکر آچمن کرے اس سے حلق کا بلغم اور صفرا کسی قدر رفع ہوتے ہین (۲) بعد ازان مارجن کرنے یعنے درمیانی انگلی کی نوک سے آنکھون وغیرہ اعضا پر پانی چھڑکے اس سے سستی دور ہوتی ہے اگر سستی اور پانی نہ ہو تو نہ کرے ۔

(۳) بعد ازان منترون کو جپ کرتے ہوئے پرانایام کرے ۔ سنا پر کرمن

قرار دے سکتا ہے، ایک شخص کہ سکتا ہے کہ ان عبادتون کا مقصد بھی خدا کی معرفت ہی کیونکہ شراب پینے کی غرض یہ ہی کہ دنیاوی افکار و تخیلات سے فارغ ہو کر یکسوئی اور محویت پیدا کی جائے اور صحبت و مباشرت جسکو دوسرے حرامکاری کے قبیح نام سے یاد کرتے ہین اُکی یہ غایت ہی کہ ایک طرف ہم فطری قوت شہوانیہ کا آزادانہ استعمال کر کے قدرت کا منشا پورا کرین دوسری طرف اس سے جو لذت حاصل ہو اُسکی کشش سے جذب و وجد کے ساتھ خدا کی طرف بڑھین اسیطرح کھیل کود اور ناچ رنگ بھی یاد الٰہی کا نہایت جذب اور بے تصنع وسیلہ ہین -

اب بتاؤ تمھارے پاس اس فلاسفی کا کیا جواب ہی اور تمکو کیا حق ہی یہ کہنے کا کہ اس عبادت کے ارکان کسی بہتر مقصد پر دلالت نہین کرتے -

ہان اگر میرا قاعدہ تسلیم کر لیا جاوے تو مشکل آسان ہو جاتی ہی - کیونکہ ان عبادتون سے متعلق جو کچھ کہا گیا ہی وہ ایر پھیر اور تصنع و تکلف کے سوا کوئی اصلیت نہین رکھتا صراحت اور سادگی کی نگاہ سے دیکھو تو یقین ہو جائیگا کہ ان عبادتون کا مقصد بجز رندی و بدمستی کے اور کچھ نہین ہے -

پس جب کبھی کسی عبادت کو جانچنا چاہو تو یہ غور کرو کہ اسکے ارکان بے تکلف اور سادہ رنگ مین کیا جھلک دکھا رہی ہین اور صاف و بدیہی طور پر ان کا کیا منشا ہی رہین دور از کار تاویلات تو وہ دھوکے کی ٹٹی ہین اُنسے بچو اور دور بھاگو مین اس جگہ پہونچکر تمہیدی مقدمہ ختم کرتا ہون یہان سے میرے رسالہ کی تقسیم دو باب اور ایک خاتمہ پر ہوتی ہی - پہلا باب ویدک دھرم کی عبادت کے بیان مین ہی اور دوسرا اسلامی عبادت کے بیان مین خاتمہ مین دونون مذہبون کی عبادت کا مقابلہ ہوگا جو اس رسالہ کا اصل موضوع ہی -

جانداروں کو تکلیف اور خوشبودار ہوا اور پانی سے تندرستی اور بیماری کو
رفع ہونے سے راحت حاصل ہوتی ہے ...... یہ صرف آگ کی طاقت
ہے کہ اُس ہوا اور بدبودار چیزوں کو منتشر اور ہلکا کرکے باہر نکال دیتی ہو
اور صاف ہوا کو اندر داخل کرتی ہے .... منتروں میں وہ ہدایت
موجود ہے کہ جس سے ہوم کرنے کے فوائد حاصل ہوجائیں اور بوجہ دُہرائے
جانے کے منتر حفظ رہیں، ویدوں کا پڑھنا پڑھانا اور اُن کی حفاظت بھی ہو۔
اگنی ہوتر کی وہ مقدار جو ہر ایک کیلیے ضروری ہے اسکی بابت ارشاد ہے
" ہر ایک آدمی کو سولہ سولہ اہوتی اور چھ چھ ماشہ گھی وغیرہ ہر ایک آہوتی کا
اندازہ کم از کم ہونا چاہیے اور جو اس سے زیادہ کرے تو بہت اچھا ہے۔
بھومکا میں اس سے زیادہ صاف طور پر ہوَن کا فائدہ بتایا گیا ہے
وہاں سوامی جی لکھتے ہیں اگنی ہوتر اسے کہتے ہیں جس میں اگنی یعنے پرمیشور کے نام پر
یا پانی اور ہوا کو پاک صاف کرنے کے لیے ہوتر یعنے ہوَن یا دان کیا جاتا ہے
.... خوشبودار مقوی شیریں عقل شجاعت استقلال اور قوت بڑھانے والی
دافع مرض وغیرہ چیزوں سے ہوَن کرنے پر ہوا اور بارش کی صفائی ہوتی ہی
اور پانی اور ہوا کے پاک صاف ہونے سے روے زمین کی تمام چیزوں کی
درستی ہوکر تمام چیزوں کو بڑا بھاری سکھ ہوتا ہے اسلیے اگنی ہوتر کرنے والوں کو
اس نیک کام کے عوض میں نہایت اعلیٰ سکھ اور ایشور کا فضل و کرم حاصل
ہوتا ہے اور یہی اگن ہوتر کرنے کا مقصد ہے، بھومکا متن!
سندھیا کے چند ارکان ہیں، بعض کے فوائد تو سوامی جی کی گذشتہ
عبارت ہی میں موجود ہیں، دیکھو آچمن کا نفع اوپر یہ بتلایا گیا ہے کہ
اس سے حلق کا بلغم اور صفرا کسی قدر دور ہوتے ہیں۔ مارجن کی بابت کہا گیا

اوراوپستھان کے بعد پرمیشور کی استتی پرارتھنا اوراوپاسنا کا طریق سکھانا چاہیے۔ بعدازان اگھمرشن، جسکے معنے یہ ہین کہ گناہ کرنے کی خواہش بھی کبھی نہ کرے۔

اگنی ہوتر کی بابت سوامی جی اسی کتاب مین تحریر فرماتے ہین۔

اُس کے واسطے کسی دھات یا مٹی کی ایک ویدی

جواوپر سے ۱۲ یا ۱۶ انگل چوکون ہو اوراتنی ہی گہری اور نیچے تین یا چار انگل کے اندازکی ہو......اس مین چندن۔ پلاش یا آم وغیرہ عمدہ لکڑیون کے ٹکڑے اُسی ویدی کے اندازسے بڑے چھوٹے کر رکھے اس کے درمیان مین آگ رکھ کر پھر اس پر لکڑیان رکھ دے ایک پروکھشنی پاتر اس نمونے

کا اور تیسرا پرنیتا پاتر اس نمونے کا

اور ایک آجیہ استھالی اس نمونہ کی یعنے گھی رکھنے کا برتن اور چمچہ

......سونے چاندی یا لکڑی کا بنوا لینا چاہیے، پرنیتا اور پروکھشنی مین پانی اور گھی کے برتن مین گھی رکھے اور گھی کو گرم کر لیوے اور پھر ان منترون سے ہوم کرے......ایسے ایسے اگنی ہوتر کے ہر ایک منتر کو پڑھ کر ایک ایک آہوتی دیوے اور جو زیادہ آہوتی دینی ہون تو اس منتر اور گایتری منتر مذکور سے آہوتی دیوے۔ صفحہ ۴۵ و ۴۶

سندھیا اور اگنی ہوتر دونون کے اوقات سے متعلق تحریر فرماتے ہین

دو سندھیا اور اگنی ہوتر صبح وشام دو ہی وقت مین کرے، رات اور دن کے

ملنے کے دو ہی وقت ہین۔ تیسرا کوئی نہین۔

اگنی ہوتر کے فوائد کی بابت یون لکھتے ہین۔

سب لوگ جانتے ہین کہ بدبودار ہوا اور پانی سے بیماری اور بیماری سے

اُپاسنا کی تشریح) اب اس بارہ مین لکھا جاتا ہے کہ اُپاسنا (عبادت)
کرنے کا طریق کیا ہے کسی پاک صاف تنہائی کے ٹھہانے مقام مین پاک دل
سے طبعیت کو یکسو کر کے اندریون (حواس) اور مَن (دل) کے قرار کے ساتھ
اُس ہست مطلق - عین علم - عین راحت - سب کے دلون مین موجود اور منتظم کُل
منصف و عادل پرمیشور کا دہیان لگانا اور اپنی آتما کو اُوس کے ساتھ جوڑنا
چاہیے - بھومکا صـ۱۰۱
(اُپاسنا کا فائدہ) جس قدر جسمانی و روحانی بیماریان یا دیگر خلل ہین
وہ سب ایشور کا دہیان کرنے سے جاتی رہتی ہین اور ایشور کے سوروپ
(ہیئت) کا بھی علم (ورشن) ہوتا ہے - بھومکا صـ۱۰۱
(پرارتھنا کی تشریح) جو آدمی کسی بات کی پرارتھنا کرتا ہے اوسکو عمل بھی
ویسا ہی کرنا چاہیے مثلاً اگر سب سے اعلےٰ عقل پانیکے لیے ایشور کی پرارتھنا
کیجاوے تو اوس کے واسطے جس قدر کوشش اپنے سے ہو سکے ضرور
کرے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۷

دوسرے مقام پر پرارتھنا کی تقسیم کرتے ہوے فرماتے ہین -
الغرض جس جس عیب یا بُری صفت سے پرمیشور کی پرارتھنا کی جاتی
ہے وہ بلحاظ امر و نہی سگن اور نرگن پرارتھنا ہے صـ۲۲۹
ان عبارتون سے معلوم ہوتا ہے کہ پرارتھنا ایک قسم کی مناجات ہے
جس مین خدا کی صفات کا اور اُن صفات کا جن کو خود حاصل کرنیکی
خواہش ہے تذکرہ کیا جاتا ہے یا اون عیوب نقائص ذکر ہوتا ہے جنسے اپنی بریت مقصود ہوتی ہے

ستیارتھ پرکاش کے خاتمہ پر پرارتھنا کی تعریف یون لکھی ہے پرارتھنا (مناجات) ایشور کے تعلقات سے جو علم
وغیرہ کا حصول ہوا ہے اُسکے واسطے اپنی کوشش کے بعد ایشور سے التجا کرنا ہے ستیارتھ پرکاش صـ۷۲۳

کہ اس سے سستی دور ہوتی ہے۔ البتہ بعض کے فوائد جنکا بیان مذکور نہین ہے دوسری جگہ سے معلوم ہوتے ہین۔

سوامی جی نے جہان پرانا یام پر مستقل بحث کی ہے وہان اس عمل کے فائدہ کو بھی بتایا ہے، مین بجنسہ پوری بحث نقل کیے دیتا ہون تاکہ فائدہ کے ساتھ ہی ساتھ اس عمل کی حقیقت پر بھی ناظرین کو کافی اطلاع ہو سکے وہ لکھتے ہین جیسے سخت زور سے قے ہو کر کھایا پیا باہر نکل جاتا ہے ویسے ہی دم کو زور سے باہر نکال کر حسب طاقت باہر ہی روک دینا چاہیے لیکن جب دم باہر نکالنا ہو تو مول اندریہ (حواس جنسی) کو اسوقت اندر کھینچ رکھنا چاہیئے، جبتک کہ دم باہر رہتا ہے اُسی طریق سے دم باہر زیادہ ٹھہر سکتا ہے جب گھبراہٹ ہو تب آہستہ آہستہ ہوا کو اندر لے کر پھر بھی جسقدر طاقت اور خواہش ہو ویسے ہی کرتا جائے اور من مین اوم کا جپ کرتا جائے اسی طرح عمل کرنے سے آتما اور من کو پاکیزگی اور قیام ہوتا ہے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۲

استتی کی تعریف کسی چیز کے گُن (ہنر۔ فائدے۔ یا خوبی) اور دوش (نقصان عیب۔ یا نقص) کو بیان کرنا استتی کہلاتا ہے یعنی جس چیز مین جو گن یا دوش ہون اونکو ہو بہو اسی طرح بیان کرنا سُستتی کہلاتا ہے مثلاً یہ تلوار ہاتھ چھوڑنے پر گھری کاٹ کرتی ہے تفسیر رگوید ادی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۴۲

استتی کا فائدہ۔ سوامی جی نے استتی کا فائدہ بیان کرنے کے لیے خود رگوید کی ایک عبارت کا ترجمہ پیش کر دیا ہے ہم بھی اُسی کو بعینہ نقل کیے دیتے ہین۔

اُس آفریدگار عالم۔ تجلی بخش کائنات کی ہر انسان کو خوب ستتی (حمد و ثنا) کرنی چاہیے کیونکہ ایسا ہی کرنے سے اُس پرمیشور کو پا سکتے ہین

(اگنی ہوتر۔ سندھیا اپاسن) پر بحث کی ہے اور بحث کی شروع شروع مین یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ سماج کے نزدیک بجز ان دو عبادتون کے اور کوئی عبادت فرض نہین ہے۔

ناظرین ہمارے اس خیال کو پڑھنے کے بعد جب بھومکا کے صفحہ ۱۵۶ پر یہ عنوان لکھا ہوا دیکھینگے، "پنچ مہایگیہ، یعنی پانچ روزانہ فرائض کا بیان"، تو انکو حیرت ہوگی، ہم اسی حیرت کو مٹانے کے لیے ناظرین سے اس بات کی اجازت لیتے ہین کہ پنچ مہایگیہ کی ایک مختصر تشریح کر دین جس سے یہ معلوم ہو جاوے کہ سماج مین پانچ روزانہ فرائض کا ہونا ہمارے خیال کے منافی تو نہین ہے۔

سوامی جی ان عنوانون کے تحت مین جو کچھ فرماتے ہین اُس کا لب لباب یہ ہے، ان پانچ یگیون کا روزمرّہ کرنا ہر انسان پر فرض ہے ان مین سے اول برہم یگیہ (سندھیا اوپاسنا) کا یہ طریقہ ہے، دوسرا دیو یگیہ یا اگنی ہوتر (ہے) تیسرا پتر یگیہ کی دو قسمین ہین ایک کو ترپن، اور دوسرے کو شرادہ کہتے ہین، ان مین سے ترپن وہ فعل ہے جس کے ذریعہ سے عالمون فاضلون رشیون اور بزرگون کو سکھی اور ترپت (سیر) کیا جاتا ہے اور شرادہ اُن کی شردھا یعنے صدق دل سے خدمت و تواضع کرنے کو کہتے ہین، چوتھا ریو یگیہ، گھر مین جو کھانا پکا ہو اس مین سے نمکین اور ترش چیز کو چھوڑ کر باقی اشیا سے بلی ویشو دیو کرنا چاہیے۔ یعنے ان چیزون کو آگ مین بطور ہون کے جلانا چاہیے۔

---

۱۵ مین مزید تشریح کیلیے ستیارتھ پرکاش کی وہ عبارت نقل کیے دیتا ہون جس مین دیو یگیہ کی تعریف بیان کی گئی ہے یعنے جب کھانا تیار ہو تب جو کچھ کھانے کیلیے ہو اُس مین سے کھٹا، نمکین اور کھاری کو چھوڑ کر گھی میٹھا دودھ، ملا ملا کر چولھے سے آگ الگ دھر کے مندرجۂ ذیل منترون سے آہوتی دے،، ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۹

(پرارتھنا کا فائدہ) پرارتھنا کرنے سے بغیر متکبری، حوصلہ اور حمایت حاصل ہوتی ہے
ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۵

سندھیا اپاسن کے اب صرف تین رکن رہ گئے ہین اگھمرشن، سناپرکرمن، اُپستھان مگر افسوس سے کہ اُن مین سے کسی کی تشریح ہمکو سوامی دیانند کی مشہور تصانیف مین جو ہمارے پاس موجود ہین کہین نہین مل سکی، البتہ ستیارتھ پرکاش کے مترجم نے خود لفظ منساپرکرمن پر نیچے حاشیہ مین ایک نوٹ دیا ہے جس سے اسکی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے، وہ نوٹ حسب ذیل ہے

یعنے طواف جو دل ہی دل مین ہو تو حاشیہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴

سناتن دھرمیون کے ہان سناپرکرمن ظاہری طواف کو کہتے ہین جو ہاتھ مین پانی لیکر منتر پڑھتے ہوئے عمل مین لایا جاتا ہے اگر اس نوٹ پر اعتماد کیا جاوے تو اسکے معنے یہ ہین دیانند صاحب کا اسقدر تصرف ہے کہ ظاہری کی جگہ دلی فرماتے ہین گویا دل مین یہ خیال کر لو کہ ہم چکر لگا رہے ہین۔

اوپستھان سناتن دھرمیون کے ہان یہ ہے کہ منتر پڑھکر ہاتھ مین لیے ہوئے پانی کو آچمن کرے پھر کھڑا ہوکر یہ گائتری منتر پڑھتے ہوئے پھولون سے ملے ہوئے پانی کی ایک انجلی سورج کے سامنے دیوے یہ سورج پر حملہ ہے اس منتر کے دھیان پر دکھشنا طواف کرتا ہوا پانی چھوڑے پھر زمین ہی ایڑی اُٹھائی ہوئی سورج کے سامنے کھڑا ہو اور دونون ہاتھ پسارے مگر یہ صبح اور شام سندھیا دونین دوپہر کی سندھیا مین دونون ہاتھ اوپر اُٹھائیں بحوالہ وید سندھیا۔ صفحہ ۲ مگر افسوس ہے کہ دیانندجی کے نزدیک اوپستھان کا جو مطلب ہے وہ معلوم نہ ہوسکا۔ مین نے بہت ڈھونڈھا گیہ دوھی بھی خوب چھانی مگر وہان بھی بجز منترون کے اور کچھ نہ پایا ہمنے ابتک سماج کے دو فرض یعنی دونون

ایک جگہ برہچاریون (راہب طلبا) کے فرائض لکھتے ہوے ارشاد فرماتی ہین
طالب العلمی مین محض یہ دونون ہی یعنے برہم یگ اور اگنی ہوترہی کرنا پڑتا ہے
ستیارتھ پرکاش صنہ ۴۷
اسکا یہ نتیجہ نہایت صاف ہو کہ ان دونون کے علاوہ اور جو تین یجینہ ہین
وہ تمام انسانون کے لیے نہین ہین - کیونکہ طلبا کی جماعت اُن کی تکالیف سے مرفوع القلم ہو
یہان پھر ایک حیرانی پیدا ہوتی ہو وہ یہ کہ سوامی جی نے باوجود اس کے
کہ عبادت مذکورہ مین طلبا کی جماعت کو تین یجنون کی تکلیف سے آزاد مان لیا ہے
بھومکا کی تحریر مین پانچون یجنون کی بابت تحریر فرماتے ہین کہ ان پانچ یگیون کا
روزمرہ کرنا ہر انسان پر فرض ہو ، جسکا صریح مفہوم یہ ہو کہ طلبا پر بھی پانچون یجنیں
روزمرہ فرض ہین -
اس سے ہماری غرض سوامی جی پر حملہ کرنا نہین ہو نہ یہ باب اس غرض کیلیے
منعقد ہو بلکہ صرف یہ دکھانا مقصود ہو کہ سوامی جی کی اس قسم کی طرز تحریر سے اُن کے
اصلی خیالات سمجھنے اور سمجھانے مین ہمکو خود کسقدر کشمکش و زحمت اُٹھانا پڑتی ہے
یہ بحث کہ سماج مین فرائض عبادات کی تعداد دو ہے یا پانچ رسالہ کی اصل
غرض سے چندان متعلق نہین تھی رسالہ کی اصل غرض صرف اسقدر دکھانا ہے
کہ سماجی عبادات کی نوعیت کیا ہو خواہ وہ دو ہون یا دو ہزار، تاہم ضمنی
طور پر عموماً میرا یہ مقصد بھی ہوتا ہو کہ سماج کا جو مسئلہ پیش کیا جاوے اسکی تشریح اسقدر
کافی ہو کہ اسلامی پبلک اُس سے صحیح اور کامل واقفیت حاصل کر سکے ، اس امر کا
لحاظ کرتے ہوے یہ بحث اگر زیادہ موزون نہین ہو تو کچھ زیادہ ناموزون بھی
نہین معلوم ہوتی -
آخر مین بحث کو سمیٹ کر ہم یہ کہنا چاہتے ہین کہ یہ تین یجنیہ یگیہ خواہ عبادات ہون

پانچوان اتتھی یگیہ، اتتھی انھین کہتے ہین جو تمام علوم مین ماہر دنیا کی بھلائی کرنے والے... اور ہمیشہ جگہ بجگہ پھرنے والے ہون .... جب وہ گرہستی (خانہ وار) کے گھر پر تشریف لاوین تو گرہستی کو بڑی تعظیم و تکریم سے اُٹھکر نمشکار (سلام) کرنا چاہیے اور یہ پوچھنا چاہیے ....
اے بُرا تیہ جیسی آپ کی خواہش ہو ہم اُسی طرح آپ کی خدمت بجا لائین،

بھومکا صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۷

اب ہم جو کھنا چاہتے ہین وہ یہ ہو کہ ان پانچ مہایگیون مین سے دو تو سندھیا اور اگنی ہوتر ہین جنپر بحث ہو چکی ہو، تین جو نئے ہین یعنے پتر یگیہ- دیو یگیہ اتتھی یگیہ انکی تعریفین اوپر بیان کی گئی ہین - ان تعریفون سے آپ خود فیصلہ کر سکتے ہین کہ (زیادہ سے زیادہ دیو یگیہ کو مستثنےٰ کرکے) انمین سے کوئی بھی عُرفی معنون مین عبادت کے نام کا مستحق نہین ہو کیونکہ پتر یگیہ علما کی خاطر تواضع اور اتتھی یگیہ جوگیون کی تواضع تکریم کا نام ہے جو خیرات کی ایک مد ہے نہ کہ عبادت اس موقع پر ایک اور بات قابل گرفت ہے کہ سوامی جی نے ان دونون کا شمار روزانہ فرائض مین کر دیا ہو حالانکہ جوگیون کی آمد روزمرہ ضروری نہین ہے اور اسیطرح علما کی ملاقات اور اُنکی خدمت - بہر حال فرض کہنے کا جو بھی مفہوم ہو مگر ان دونون کو عبادت کہا جاوے یا نہ کہا جاوے میرا مطلب عبادت سے صرف جسمانی و روحانی ریاضتین ہین اور اس مین کچھ شک نہین کہ ان معنون مین یہ دونون عبادت نہین ہین-

البتہ دیو یگیہ ہون سے کسی قدر مشابہ ہے اس لیے اگر وہ عبادت کے نام سے پکارا جاوے تو چندان ہرج نہین تاہم میرا وہ دعوے کہ تمام انسانون کے لیے مشترکہ فرض عبادتین صرف دو ہین، بجائے خود صحیح ہے کیونکہ سوامی جی

اسی حیثیت سے زیر بحث آچکی ہین ۔

(نماز) نماز ایسی مشہور عبادت ہی جس کو اکثر غیر مسلم لوگ بھی نہایت وضاحت سے جانتے ہین اور اسلیے اسکے ارکان کی تفصیل غالبًا چندان ضروری نہ ہو تاہم ممکن ہی کہ بہت سے لوگ نہ جانتے ہون اور یہ بھی ممکن ہی کہ اسکے بعض ارکان کی نسبت لوگون کو کسی قسم کی غلط فہمی ہو اسلئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہین کہ اس کے ارکان کی کافی توضیح و تشریح کر دین جو اگرچہ مسلمانون کیلیے مکرر ہوگی مگر بمنشاے

ندانم این چہ جمال ست روے سلمارا
کہ بیش دیدنش افزون کند تماشارا

غالبًا قند مکرر ہوگی نماز کے ارکان حسب ذیل ہین ۔

(۱) کھڑے ہو کر دل خواہ زبان سے نماز کی نیت کرنی جو یہ ہے ، مین نیت کرتا ہون واسطے اللہ تعالیٰ کے فلانے وقت (مثلاً وقت ظہر) اتنی رکعت (مثلاً چار) کی نماز فرض منھ میرا کعبہ شریف کی طرف پیچھے اُس امام کے ۔

(۲) تکبیر تحریمہ دونون کانون تک ہاتھ اوٹھا کر کہی جاتی ہی اور وہ لفظ اللہ اکبر ہی

(۳) دونون ہاتھ جو تکبیر تحریمہ کے وقت کانون تک اُٹھائے گئے تھے ناف سے نیچے باندھکر کھڑے کھڑے سورۂ فاتحہ مع کسی دوسری سورت کے پڑھے ۔

(۴) رکوع یعنی دونون ہاتھ جو ابتک ناف کے نیچے بندھے ہوئے تھے انھین دونون گھٹنون پر رکھکر جھکنا ۔

(۵) قیام یعنی دوبارہ ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہونا ۔

(۶) سجدہ یعنی نہایت آہستگی سے زمین پر سر رکھنا ہر رکعت مین سجدے دو ہین ایک سجدہ وہ ہے جو قیام کے بعد ہوتا ہی دوسرا وہ ہی جو پہلے سجدہ سے اُٹھ کر بیٹھ لینے کے بعد دوبارہ کیا جاتا ہی ۔

یا نہ ہون مگر کم از کم یا لاستقلال زیر بحث آنیکے قابل تو یقیناً نہین ہین انمین سے دو تو اسقدر واضح اور مشترک ہین کہ اُنپر بحث کرنی گویا یہ بحث کرنی ہو کہ سورج روشن ہو یا نہین۔ ایک یعنے دیو یگیہ البتہ سماج کا ایک مخصوص طریقہ عبادت اور ایک حد تک پیچیدہ بھی ہو اور اس لیے چاہیے تھا کہ اسپر ایک مستقل بحث اُٹھائی جاتی مگر چونکہ وہ آگنی ہوتر کی چھوٹی بہن ہو اسلیے وہ نگاہ جو آگنی ہوتر کو ہدف نظارہ بنا رہی ہو وہی دیو یگیہ کو دیکھ بھال کرنیکے لیے بھی کافی ہوگی۔ اسلیے ہم پھر بتا دینا چاہتے ہین کہ میری بحث کا اصلی تعلق صرف دو عبادتون سے ہوگا گو یہ ممکن ہے کہ بحث کا ایک سارخ بقیہ یگیون کو بھی دائرہ توجہ مین داخل کرتی ہوے ناظرین کو توسیع معلومات کا موقع دے۔

دوسرا باب

اسلامی عبادات

اگرچہ اسلامی فرائض چار ہین نماز، روزہ، حج، زکوۃ، مگر انمین سے دو یعنی زکوۃ و حج امرا اور اہل مقدور سے مخصوص ہین، عام اور نادار لوگ ان تکالیف سے بالکل سبکدوش رکھے گیے ہین اس بنا پر یہ فرائض تمام انسانون کے مشترک فرائض نہین کہے جا سکتے، البتہ نماز و روزہ یہ دو عبادتین ہین جو تمام انسانون کیلیے یکسان فرض ہین اور انکی ذمہ داری مین کسی کو کچھ امتیاز نہین ہے اسلیے بطور خاص انھین دونون عبادتون سے بحث کرون گا جیسا کہ اصلی طور پر سماج کی دو عبادتون سے بحث کی گئی ہو، ہان یہ ممکن ہو کہ ضمنی اور سرسری طور سے زکوۃ و حج بھی دائرہ بحث مین آجاوین جیسا کہ سماج کی اور عبادتین

اور فرشتو نپر خداوند کی سلامتی ، اسکی رحمت اور اسکی برکتین نازل ہون ۔)

نماز کے پانچ وقت ہین ، فجر (سورج نکلنے سے پیشتر) ظہر سورج ڈھلنے کے بعد
عصر (تیسرے پہر) مغرب (سورج ڈوبنے کے بعد ہے) عشا (کچھ رات گئے)

نماز[۵] دو قسم کی ہوتی ہے فرض اور نفل ۔ فرض وہ ہے جسکا ترک گناہ ہے اور مرنے کے
بعد اُسکی سزا دیجائیگی ۔ نفل وہ ہے جسکا ترک گناہ نہین مگر اسکی تعمیل روحانی
ترقیات کا ذریعہ ہوتی ہے ۔

فرض نماز کی تعداد ین مختلف اوقات مین مختلف ہین یعنے فجر کی نماز مین دو رکعتین
فرض ہین ظہر مین چار عصر مین چار ، مغرب مین ۳ عشا مین ۴ ،

اگر نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے تو مقتدیون کو امام کی حرکات وسکنات
کا پورے طور پر تابع ہونا پڑتا ہے نماز کے تین وقت ایسے ہین جنکی فرض نماز ین
اگر بجماعت ادا کیجاوین تو انمین (مگر صرف دو رکعتون مین) امام کو بلند آواز سے
قرآن کی سورتین پڑھنا ضروری ہین ، اگر تنہا پڑھی جاوین تو البتہ ضروری نہین ،
وہ تین وقت فجر ۔ مغرب ۔ عشا ہین ۔ دو وقت یعنے ظہر وعصر ایسے ہین جنکی
فرض نماز ین خواہ جماعت سے ادا کیجاوین خواہ تنہا انکی کسی رکعت مین بھی
آواز سے سورتین نہین پڑھی جاتین ۔ نوافل مین تمام اوقات کی نماز ین برابر
ہین یعنے کسی وقت کے نوافل مین قرأت جہری (باواز بلند پڑھنا) نہین ہے

نماز کے چند شرائط ہین جنکے بغیر نماز صحیح نہین ہوسکتی ۔

وضو ۔ (اگر اسمین مجبوری ہو تو تیمم) اسمین پانی سے ہاتھ پاؤن منھ دھونا
اور سر کو مسح کرنا (چھونا) پڑتا ہے ، یہ اسوقت ضروری ہے جب معمولی درجہ کی

---

۵ مین نے فرض واجب سنت ونفل کے باریک اختلافات کو لیکر سکے یہ تقسیم کی ہے ، اسی لیے فرض ونفل کی ایسے عام مفہوم
بیان کئے گئے ہین جو واجب اور سنت کو بھی گھیر لین ۔

(۷) قعود یعنے سجدہ سے فارغ ہونیکے بعد بشرطیکہ پہلی رکعت نہو بیٹھنا۔

نمبر ۴ سے نمبر ۷ تک جتنے ارکان ہین انمین خاص خاص دعائین بھی پڑھی جاتی ہین اور وہ اسقدر ضروری ہین کہ اگر وہ ادا نہ کیجاوین تو ارکان بالکل بیکار ہوجاتے ہین۔

وہ دعائین حسب ذیل ہین، رکوع کی دعا سبحان ربی العظیم (پاک ہے میرا خداوند جو بڑی عظمت رکھتا ہے) قیام کی دعا سمع اللہ لمن حمدہ (خداوند اون لوگون کی سنتا ہے جو اسکی تعریف کرتے ہین) سجدہ کی دعا، سبحان ربی الاعلے (پاک ہے میرا خداوند جو سب سے اعلے اور برتر ہے) قعود کی دعا جسے تشہد بھی کہتے ہین۔

التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والسلام علینا وعلے عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللھم صل علی محمد وعلے ال محمد کما صلیت علے ابراھیم وعلے ال ابراھیم انک حمید مجید، اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید

ترجمہ خداوند ہی کیلیے سب تحفے اور پاکیزگیان اور رحمت کی خواستگاریان ہین اے پیغمبر تجھپر خداوند کی سلامتی اور رحمت اور اسکی برکتین نازل ہون اور خداوند کی وہی سلامتی ہم پر اور خداوند کے دوسرے نیک بندون پر بھی ہو، مین اسپر گواہی دیتا ہون کہ خداوند کے سوا اور کوئی خدا نہین ہے اور اسپر بھی گواہی دیتا ہون کہ محمد صلعم خداوند کا بندہ ہے اے میرے خداوند محمد صاحب پر اور انکے ماننے والون پر اپنی رحمتین بھیج جسطرح ابراہیم پر اور اسکے ماننے والون پر تونے رحمتین بھیجی تھین بیشک تو ستایش کے قابل اور بزرگی والا ہو، اے میرے خداوند محمد صاحب کو اور انکے ماننے والون کو اپنی برکت دے جسطرح ابراہیم کو اور اس کے ماننے والون کو تو نے اپنی برکت دی تھی۔ بیشکہ تو ستایش کے قابل اور بزرگی والا ہے

(۸) آٹھوان رکن اور نماز کا آخری رکن سلام ہے جو داہنے بائین گردن پھیر کر ادا کیا جاتا ہے اسکے الفاظ یہ ہین السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ۔

نوٹ سلام کے بیان کی وہ اصطلاح مراد نہین ہے جسکے ترک سے نماز باطل ہوجاتی ہے ... سلام کی بابت حنفیہ شافعیہ کا فقہی اختلاف دیکھو ... [illegible] ... نماز کا ہر چھوٹا بڑا عمل خواہ وہ مستحب ہو خواہ واجب۔

۱۹۲۵

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ سحر (رات کے تیسرے پہر کا کھانا) روزہ کی ضروریات
مین ہے مگر یہ غلط ہے، سحر زیادہ سے زیادہ ایک مناسب چیز ہے اور بس۔

اجمالی طور پر زکوۃ و حج کی بھی کیفیتین سن لیجیے، ممکن ہو لوگ دل مین یہ گمان
کرین اور شاید کہ بھی دین کہ ان دونون سے پہلو تہی کرنے مین کچھ نہ کچھ فی ضرور ہے،
(زکوۃ) ایک قسم کا ٹکس ہی جو غریبون کیلیے امیرون کو ادا کرنا پڑتا ہے اور وہ ٹکس
کمائی کا چالیسوان حصہ ہی۔

(حج) حج اسلامی مرکز (مکہ اور مکہ مین کعبہ) کی سیاحت ہے اس مین کچھ ایسے رسوم
ادا کرنے پڑتے ہین جن مین کچھ تو اس مقام کی مرکزی حیثیت پر دلالت کرتے ہین اور
کچھ مسلمانون کے زمانہ اسلاف کی جذب آگو دیادگارین اور ولولہ انگیز نشانیان ہین
یہ نشانیان ایسی ہین کہ اگر دہی سمجھ کے کی جاوین تو وہ جسمانی اور روحانی انقلابات
کے لیے زبردست وسائل ہین، ہان اگر بے سمجھے بوجھے کی جاوین تو قومی تقلید کی
بنا پر اتفاق و اتحاد کے ذرائع ہین اور بس، پھر بھی ع نہ سہی وصل تو حسرت ہی سہی
یہ ہین اسلامی فرائض وعبادات جو آریون عبادات کے مقابلہ مین عنقریب پیش
کی جانے والی ہین، ابھی تک اجمالاً خواہ تفصیلاً محض سادگی کے ساتھ انکی تشریحین
پیش کی گئی ہین رہے اعتراضات و جوابات تو انکے لیے خاتمہ کا انتظار کرنا چاہیے
جسکا یہ خاص مقصد ہو کہ دونون عبادتون پر نہایت آزادی سے تنقیدین
کرکے انھین باہمی موازنہ قائم کیا جاوے کہ انھین سے کونسی عبادت ایشور گیان یا
معرفت الٰہی کیلیے موزون ہے اور کون سی نہین۔

خاتمہ

ملکو خاتمہ کا مضمون پڑھنے کیلیے پہلے مقدمہ کا وہ فقرہ یاد کرنا چاہیے کہ اعبادت کا

اندرونی یا بیرونی نجاستین پیدا ہوگئی ہون مثلاً حدث ہونا یعنی ہوا نکل جانا کہین سے خون نکل آنا۔ قے ہونا۔ نیند یا غشی آنی وغیرہ وغیرہ اگر اس قسم کی باتین نہ ہون تو وضو ضروری نہین (پہلا وضو کافی ہی) البتہ مناسب اور زیادتی برکت کا باعث ہی۔

غُسل۔ یہ اسوقت ضروری ہے جب کوئی بڑی نجاست اندر یا باہر پیدا ہو جائے مثلاً احتلام ہو گیا۔ جماع کیا گیا (انزال ہو یا نہ ہو) وغیرہ وغیرہ۔ کپڑے اور جگہ کی طہارت، قبلہ رُخ، ٹھیک وقت سے پیشتر بھی نماز ادا نہین ہو سکتی ہاں نوافل جنکے اوقات مقرر نہین ہین جب انسان چاہے انھین (باستثنار بعض مکروہ اوقات مثلاً طلوع وغروب وزوال پڑھ سکتا ہے۔

(روزہ) رمضان کا چاند دیکھکر روزہ شروع ہوتا ہی اور عید کا چاند دیکھکر ختم کیا جاتا ہی۔ صبح کاذب کے وقت یعنی پو پھٹنے سے کچھ پیشتر روزہ نیت کیساتھ (خواہ دل سے ہو خواہ زبان سے) شروع کرتے ہین اور غروب آفتاب کے بعد افطار یا ختم روزہ کرتے ہین۔

علاوہ کھانے پینے کے حسب ذیل باتین روزہ کے مفسدات[1] مین داخل ہین جماع۔ فحش کلامی۔ بد نظری۔ قے ہونا۔ منھ سے خون آنا۔ وغیرہ وغیرہ روزہ مین یون تو ہر وقت تلاوت قرآن اور ادا ر نوافل برکت کا ذریعہ ہے مگر ایک عبادت قریب قریب ضروری قرار دی گئی ہے جسکا نام تراویح ہے تراویح کی بیس رکعتین ہین جو بجماعت ادا کی جاتی ہین (اور جماعت نہ ممکن ہو تو الگ بھی ہو سکتی ہین) اسکے انعقاد کی اصلی غرض قرآن کی باقاعدہ تلاوت ہے۔

[1] مفسدات سے میری مراد عام ہی یعنے وہ چیزین جو روزہ کی اصلی حیثیت کو نقصان پہونچائین خواہ ان سے روزہ بالکل فاسد ہو جاوے خواہ مکروہ کے درجہ پر آجاوے۔

آچمن کی بے ساختہ اور سادی فلاسفی ڈھونڈھنے کے لیے انکلین خیالات کی شمع ہاتھ مین لینی چاہیے اس طور پر آچمن کا صاف فلسفہ سمجھ مین آجاتا ہے اور وہ یہ کہ پانی جو غیر معمولی برکات اور شکتیون (طاقتون) کا ایک خزانہ ہے اسکا ایک حصہ حلق سے اُتارنا روحانی طور پر آتما (روح) کو گناہون سے پوتر (پاک) اور مول اندریون (حواس خمسہ) کو شانت اور آنندت (مطمئن و مسرور) بنانے کا ایک ذریعہ ہے، جیسا کہ عام طور پر گنگا جل کی نسبت ہندوؤنکا خیال ہے یہ فلسفہ ہندوؤن کی عام حالات معلوم کر لینے کے بعد جس قدر سادہ ہے اسیقدر ایک عالمگیر تائید کی بنا پر مضبوط بھی ہے کیونکہ عام ہندو آچمن کی یہی فلاسفی بیان کرتے ہین بلکہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ایک عجیب بات ہوتی اسلئے کہ وہ عبادت سے

نوٹ سناتن دھرم ہندون کی مشہور و مسلم کتاب ہندی مین چھپی ہوئی ملتی ہی، یجرویدی ترکال سندھیا اپاسن بدھی اسمین آچمن کی اصلی غرض کی بابت جو کچھ لکھا ہوا ہے اُس سے ہمکو میرے اس خیال کی تائید ہوگی ہم اس کتاب کی اصل عبارت مع ضروری تشریح کے ذیل مین نقل کئے دیتے ہین۔

پھر دہنے ہاتھ مین جل لے کر (سورج اس چاوا لخ) اس منتر کو پڑھ کر اس جل کا آچمن کر لیوے منتر ارتھ دیوتا (منتر کے مالک جو ان ورے منیو کرت پاپ ارتھاہت (یعنے) انگ اپانک رہت۔ درکن و متعلقات رکن سے خالی) جو جگئین دیوجائین، کی ہین اُن پاپون (گناہون) سے میری رکھشا کرین .... اور جو کچھ پاپ میرے کئے (اندر) ہین سو یہ جل (پانی) ہے اسکو مین ہردو کمل (دل کے کنول) مین استت (قائم) ہوتی ارتمات پرکاستس روپ (روشنی مجسم) امرت جیون (مخزن الحیات) سورج (سورج کے (اندر) (جو ہوم سواہا) ارتمات (یعنے) ہون کرتا ہون؛ صٓ۲۱۔۱۳ اس عبارت کا اخیر حصہ دو باتون کی طرف ہدایت کرتا ہے ایک یہ کہ پانی سورج کو چڑھا کر نذر دیا جاتا ہے دوسرے یہ کہ پانی دینے کی اصل غرض گناہون کا دور کرنا ہے۔

پہلا مقصد اُس تعلق کو ظاہر کرنا ہے جو خاص خدا اور انسانون کے درمیان ہے۔
مین مقدمہ مین پہلے کہ چکا ہون کہ یہی فقرہ معیار ہو دو عبادتون مین موازنہ کا،
اب تم اُسی فقرہ کو زیر نظر رکھ کر سندھیا اُپاسن پر ایک نظر ڈال جاؤ پہلے یہ
غور کرو کہ اُسکے ارکان بیساختگی اور سادگی کی زبان مین خود کیا کہ رہے رہین،
پھر یہ کہ سوامی جی نے اُنکی زبان سے کیا کہلوانا چاہا ہے اگر تمکو مقدمہ کا ایک اور
نکتہ یاد ہوگا اور وہ یہ ہے کہ ارکان عبادت کی صریح اور واضح دلالتین قابل اعتبار
ہوتی ہین نہ کہ تاویلی اور بناوٹی تو تمکو یہان بڑی مدد ملیگی، کیونکہ سوامی جی نے
اگر سندھیا کے ارکان کی ایسی فلاسفیان بیان کی ہین جنھین تاویل اور بناوٹ کو
دخل ہے تو اس نکتہ کی بنیاد پر تم اُنکو فوراً رد کر سکتے ہو گو بجائے خود درست بھی ہون
اور اگر خود درست نہین ہین تب تو پوچھنا ہی کیا، دیکھو سندھیا اُپاسن کا پہلا رکن
آچمن ہو، آچمن کیا ہو، ہتیلی مین پانی (مگر ہتیلی سے کم نہ زیادہ) لے کر سڑکنا تاکہ
حلق کے نیچے پہونچ جائے،
پہلے غور کرو کہ خود یہ عمل کونسی غرض پیش کر رہا ہو، اسکو سمجھنے کیلیے تم کو عام
ہندؤن کے ان مذہبی خیالات پر اطلاع حاصل کرنی چاہیے جو پانی سے متعلق
ہین اس سے بحث نہین کہ آریہ اُن کو مانتے ہین یا نہین۔
عام ہندو دنیا کی اور بڑی چیزون کے مانند پانی کو بھی متبرک خیال کرتے
ہین، اگر وہ پانی کی برکات کو اُسی حد تک تسلیم کرتے جس حد تک ساری دنیا مانتی
ہے تو پانی کی اصلیت پر کوئی مذہبی رنگ نہ چڑھ سکتا، مگر گنگا جل اور جمنا جل
کی جو عظمتین ہندو سوسائٹی کی طرف سے ظاہر ہوتی رہتی ہین وہ اس امر کی صاف
شہادت ہین کہ ہندو پانی کو کچھ اور سمجھتے ہین۔
چونکہ سندھیا ہندون کی پُرانی عبادت ہے اور اس کا رکن آچمن بھی اسیلیے ہم

کے لیے اس ترکیب کی ضرورت ہی اب دو صورتین ہین یا تو آچمن ضروری رکن نہ مانا جاوے بلکہ وقتی یعنی جب بلغم و صفرا جمع ہون تب یہ کیا جاوے ورنہ کیا جاوے یا مان لیا جاوے کہ بعض وقت مین آچمن لغو وعبث بھی ہوتا ہی اگر ایسا ہے تو پھر سرے سے اُسکو فضول مانکر کیون فلاسفی کی تکلیف سے ہی چھٹکارا حاصل کر لیا جاوے۔

(۲) دوسرے مشکل یہ ہے کہ کبھی بلغم و صفرا فرض کرو زیادہ مقدار مین حلق مین جمع ہین تو اس فلسفہ کے مطابق آچمن کے پانی کی مقدار زائد ہونی چاہیے کیونکہ جو مقدار بیان کی گئی ہے وہ کافی ہی حالانکہ سوامی جی فرماتے ہین کہ اس سے دہتیلی برابر ہے نہ کم ہو نہ زیادہ، ساتھ ہی یہ بھی بیان کر دینا چاہیے کہ اس مقررہ مقدار کو (جس سے بڑھانا گھٹانا ناجائز ہے) سوامی جی کے فلسفہ سے کیا تعلق ہی کیا اس مقدار سے کم یا زیادہ مقدار بلغم و صفرا کو نہین دور کر سکتین۔

(۳) تیسری بات یہ ہی کہ جب آچمن بلغم و صفرا کے دور کرنے کا صرف ایک نسخہ ہی تو اس مرض کے دوسرے نسخون پر اسکو کیا فوقیت ہی اور اگر کچھ فوقیت نہین ہے تو وہ کسی عبادت کا ضروری یا مخصوص رکن کیونکر ہو سکتا ہے کیا یہ ممکن نہین ہی کہ بجاے آچمن کے کوئی اور نسخہ استعمال کر کے سندھیا شروع کی جاوے نیز یہ کہ جو نسخہ اس بیماری کے لیے جتنا زیادہ نافع ہو اوسکو سندھیا کے رکن بننے کا اتنا ہی زیادہ استحقاق کیون نہ دیا جاوے۔

(۴) چوتھی بحث ان باتون سے قطع نظر کر لینے پر یہ ہے کہ آچمن اگر بلغم و صفرا کا ایک دفعیہ ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ عبادت کا ایک بیرونی سامان ہو سکتا ہے جیسا غسل وغیرہ نہ عبادت کا کوئی رکن حالانکہ سوامی جی آچمن کو سندھیا کا ایک جزو قرار دیتے ہین جس کا خاص نتیجہ آیندہ معلوم ہوگا۔

باہر روزمرہ کے گنگا جل پینے کو تو روحانی برکات پر محمول کرتے ہین کسی قسم اکثری قاعدے وقانون کو پاس تک پھٹکنے نہین دیتے اور عین عبادت یعنی سندھیا اپاسن مین اُلٹی گنگا بہا کر روحانیت کی جگہہ مادیت کو ڈھونڈتے پھرتے ہین۔ شاید عتراضاً اس موقع پر مسلمانون کا وضو پیش کیا جاے اور یہ کہا جاے کہ آچمن اور وضو کے کل قریب قریب ایک سے عمل ہین پس آچمن کے مانند کلی کا بھی بیساختہ فلسفہ یہی ہونا چاہیے۔

ہم کہین گے کہ اگر مسلمانون کے خیالات بھی پانی کی نسبت ایسے ہی ہوتے جیسے ہندون کے تھے تو بیشک کلی کا بھی ٹھیٹ مقصد یہی ہوتا اور نیچریونکی تاویلین اُنکو واپس دیجاتین، مگر غالبًا اب ساری دنیا جانتی ہو کہ ایسا نہین ہو ہان یورپ کبھی ایسا خیال کرتا ہو تو ممکن ہے۔

نتیجہ مین یہ بھی مسلم ہوگا کہ سوامی جی نے جو کچھ فلاسفی بیان کی ہے وہ بسبب اسکے کہ آچمن کی ذاتی شہادت کے خلاف ہو بناوٹی اور رد کردینے کے قابل ہے اب یہ دیکھنا ہو کہ آچمن کا وہ فلسفہ جسکو مین نے بے ساختہ فلسفہ کہا ہو خود کیا وقعت رکھتا ہو اسکی بابت یہ فیصلہ ہے کہ اگر پانی مین واقعی وہ شکتیان (طاقتین) ہوتین جن پر اس فلسفہ کی بنیاد ہے تو اسمین کچھ شک نہین کہ آچمن روحانی عبادت کا ایک واقعی رکن ہوتا، مگر افسوس کہ بنیاد ہی غلط ہو رہا سوامی جی کا فلسفہ تو اسکے متعلق یہ تو مین پہلے ہی کہچکا کہ اس حیثیت سے کہ وہ بناوٹی ہو ٹھیک نہین اب اس پہلو سے بھی جانچ لو کہ اگر وہ بالفرض آچمن کا واقعی فلسفہ ہے تو آچمن کی کیا وقعت قائم کرتا ہے اس کے متعلق ہماری یہ راے ہے کہ یہ فلسفہ آچمن کو بچون کی باتون سے زیادہ وقعت نہین دے سکتا۔

(۱) غور تو کرو بلغم صفرا ہر وقت حلق مین موجود کہان ہوتا ہے جسکو دور کرنے

نہین پاتے، اگر ویدون مین ہو تو پیش کر دے۔

مارجن) سندھیا کا دوسرا رکن مارجن ہے جسکی فلاسفی سوامی جی کے لفظون مین
یہ ہے، اس سے سستی دور ہوتی ہے، آچمن پر جسقدر بحثین کی گئی ہین انہین کی
قریب قریب اکثر مارجن پر بھی وارد ہین جنمین کی بعض اعادہ کے قابل ہین،
وہ اور بعض نئی بحثین حسب ذیل ہین۔

آچمن کی طرح سے مارجن کا بھی صاف اور سادہ فلسفہ وہی ہے جسے سناتن دھرم
مانتے ہین وہ یہ کہ آنکھون پر پانی چھڑکنے سے آنکھون کے پاپ دور ہوتے ہین اور انہین
روحانی پوترا اور پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح دوسرے اعضا پر چھڑکنے سے
دوسرے اعضا پوترا اور گناہون سے پاک ہو جاتے ہین اسکو سادہ فلسفہ کہنے
کی وجہ تم اوپر پڑھ چکے ہو۔ اعادہ کی ضرورت نہین۔

اسکے مقابلہ مین سوامی جی کا فلسفہ یقیناً بناوٹی ہے۔ پہلے یہ غور کرو کہ اتنے
بڑے بدن کی سستی ذرا سا پانی چھڑکنے سے اور وہ بھی اتنا ذرا سا کہ انگلی کی
نوک اسکے چھڑکنے کا فوارہ بنائی گئی ہے کیونکر دور ہو سکتی ہے۔ میرے خیال
مین اس غرض کے لیے تو بجائے مارجن کے اشنان (غسل) کی تجویز زیادہ
قرین قیاس اور دلنشین ہوتی، مگر مشکل یہ تھی کہ ویدون مین بھی یہ تجویز پاس

نوٹ اس مضمون کے لیے بھی اس سے پہلے اس کتاب کی شہادت ذیل مین درج کیجاتی ہے۔
"اپو ہشٹھا" اپادد وغیرہ تین رچاؤن (منترون) کرما تر پدون (فقرون) کو الگ الگ چارن (ادا) کر ساتہ بار بار (پنفرہ) سے
بھومی (زمین)، اور بومی (زمین) اپر سے پھر بھوم پر تین کشاؤن کر کر دین ہاتھ مین لیکر جل کا ابھکشیک کرو چھینٹے، یہی مارجن ترکال سندھیا
(تینون وقت کی سندھیا) کے آچمن کے پیچھے کیا جاتا ہے...... (منتر کا ترجمہ) جیسے پاؤن کا دکھ اون سے الگ ہوتا ہے پسینہ والا آدمی
پاؤن کی پیڑ (تکلیف) سے دور ہوتا ہے، شیون ارتھات جسکو پسینہ آیا ہو وہ برتن اشنان کرنے سے جل، مل سے رہت (صاف) ہوتا ہے اور جیسا گرا گرم
(گھی)، چھانا ہوا کر کے جیسے گھرت (گھی) پوتر (صاف) ہو جاتا ہے ویسے ہی اپو جل (پانی) مجھکو پاپ سے الگ کرنے والا (پاک) کرے، ترکال سندھیا پرکاش صفحہ

(۵) پانچوین بحث یہ ہو کہ آچمن جو سندیا اُپاسن کا ایک ضروری رکن ہے پانی کے بغیر تو ادا نہین ہوسکتا اب فرض کرو کہ شام کا وقت دجبکہ سندھیا کرنی فرض ہے) ایسی جگہ ہو جہان پانی نہین ہو اب بتاؤ کہ سندھیا کروگے یا نہین اگر کرتے ہو تو ایک رکن (آچمن) رہا جاتا ہو پس وہ سندھیا کیسے ادا ہوگی، اگر نہین کرتے ہو تو خود سندھیا سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے شاید تم اس کا یہ عذر پیش کرسکو کہ آچمن اُسی وقت ضروری ہو جس وقت پانی میسر ہو ورنہ نہین مگر ہمکو خود اس عذر مین عذر ہے۔

اوّل یہ کہ سوامی جی نے اسکی بابت کچھ نہین لکھا، اگر وید و منو مین ہو تو تو اسکا ثبوت پیش کرو، ورنہ مریدون کی محض رائین ہی رائین قابل سماعت نہین۔

دوم یہ کہ اگر بغیر آچمن سندھیا ممکن ہو تو جس مصلحت سے آچمن کی تجویز کی گئی ہے (یعنی بقول سوامی جی کے بلغم اور صفرا کا دور ہونا) وہ تو سندھیا مین مفقود ہو جائیگی اور ظاہر ہے کہ اس صورت مین سندھیا بالکل ناقص ہو گی کیونکہ باہر حلق (بخیال سوامی جی) بلغم و صفرا سے ناپاک رہے گا اور اندر آتما (روح) ناصفائی اور میلے پن سے ناپاک رہی گی، اگر یہ کہو کہ بلغم و صفرا سے صفائی روح پر کچھ اثر نہین ڈالتی اور اسلیے یہ کوئی اہم مسئلہ نہین ہو تو اس آچمن کی سرے سے ہی ضرورت اڑی جاتی ہو خواہ پانی ہو یا نہ ہو۔

عذر کی دوسری صورت یہ ہوسکتی تھی کہ آچمن ہر وقت کیلیے ضروری مانا جاتا مگر تقسیم یہ کی جاتی کہ جب پانی میسر ہو تو وہ اصالتاً ضروری ہے اور پانی نہ ملے تو وکالتاً یعنی ایسی حالت مین اُسکا کوئی خلیفہ اور قائم مقام عمل مین لایا جاوے جیساکہ منو کے ہیے تیمم ہمگر افسوس ہو کہ سوامی جی کے تحریرون مین ہم اسکا کوئی نشان

ایک یہ کہ اسمین فوائد کتنے ہین اور نقصانات کتنے دوسرے یہ کہ یہ عمل آیا اسقدر سہل ہو کہ ہر انسان خواہ کسی حیثیت کا ہو اسکا بوجھ بآسانی اوٹھا سکتا ہے یا ایک جُوا ہے جو بلا لحاظ خصوصیات ہر شخص کی گردن پر رکھ دیا گیا ہے، اگرچہ وہ اسکے بوجھ سے دب کر ٹوٹ ہی کیون نہ جائے، پہلی بحث کا سب سے بہتر طریقہ یہ معلوم ہوتا ہو کہ خود آریون نے اس عمل کے جو فوائد سوچ کر نکالے ہین پہلے اونکی جانچ پڑتال کر لی جاوے کہ آیا ان کو اس عمل سے کچھ تعلق بھی ہے یا محض نسبت ہی نسبت ہے، بعد کو اگر اسمین نقصانات کے پہلو ہون تو وہ دکھائے جائین جس سے امید ہو کہ اس عمل کی حقیقت ٹھیک ٹھیک دریافت ہو سکےگی

سوامی صاحب نے پُرانا یام کے جو کچھ فوائد تجویز فرمائے ہین وہ ذیل کے چند لفظون مین، اس عمل کے کرنیسے آتما اور من کو پاکیزگی اور قیام ہوتا ہے، تمام ہو جاتے ہین -

اس فقرہ سے دو فائدے سمجھ مین آتے ہین ایک قیام روح جسکو دوسرے لفظون مین استقلال نفس یا اطمینان قلب کہنا چاہیے دوسرا پاکیزگی جس سے مراد غالبًا گندے خیالات سے پاک وصاف ہونا ہے -

ان دونون باتون کے فائدہ ہونے مین تو کوئی شک نہین مگر غور یہ ہو کہ یہ اس عمل سے حاصل بھی ہو سکتے ہین یا نہین -

پہلا فائدہ آتما کا قیام یا اطمینان قلب اگر ڈاکٹری اصول سے دیکھا جاوے تو ہم امید کرتے ہین کہ نہ صرف یہ ثابت ہو گا کہ اسکو پُرانا یام کے عمل سے کوئی لگاؤ نہین بلکہ یہ بھی یقینی طور پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ عمل اس سے بعینہ وہی نسبت رکھتا ہے جو آگ کو ٹھنڈ سے ہے اور پانی کو گرمی سے -

طب کا یہ مشہور اور بنیادی مسلمہ ہے جسکے لیے غالبًا کسی شہادت کی

ہو چکی ہو - سوامی جی اصل تجویز مین تو ردو بدل کر نہین سکتے تھے ورنہ وید و ویدک مت دونون کا خاتمہ ہو جاتا، ہان فلاسفی مین گنجایش تھی سو اسمین ترمیم و تنسیخ جائز فرمادی یہ اور بات ہو کہ پرانی فلاسفی کے سامنے یہ نئی فلاسفی اپنا رنگ جما سکے یا نہ جما سکے پھر بھی یہ کیا کم نفع ہو کہ کچھ لوگون کے نزدیک ویدون کے سر سے توہم پرستی کا الزام تو مٹ جاتا ہے -

دوسری بات یہ سمجھ مین نہین آتی کہ یہ فلاسفی جو آچمن مین بھی ممکن تھی (یعنے یہ کہ حلق مین پانی اُتارنے کی غرض اندر تازگی پہونچانی اور سستی دور کرنی ہو) آچمن کے لیے کیون نہین پیش کی گئی - اسی کا عکس یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آچمن کی فلاسفی مارجن کے لیے بھی ممکن تھی یعنی آنکھون پر چھڑکنے سے آنکھون کے اندر کا میل دور کرنا مقصود ہے اسی طرح دوسرے اعضاء کی نسبت) پھر وہ مارجن سے کیون دریغ رکھی گئی - اور نئی فلاسفی کی کیا ضرورت پڑی تھی اس مقصد کیلیے پانی کی کمی کی شکایت تو یہ شکایت تو ہر حالت مین رہیگی - سستی دور کرو خواہ میل -

نئی بحث یہ ہے کہ یہان سوامی جی فرماتے ہین،، اگر سستی نہ ہو تو کرے لے کاش آچمن مین بھی یہی روتہ اختیار کیا جاتا یعنے جب حلق مین بلغم و صفرا نہ ہو تو آچمن نہ کرے، اگر یہ کہو کہ کچھ نہ کچھ بلغم و صفرا حلق مین ضرور رہتا ہو تو ہم کہین گے کہ سندھیا صبح دم سو کر اُٹھنے کے بعد اور شام کو دن بھر تھکے ہارے ہونے کے بعد ہوتی ہو لہذا دونون وقتون مین اعضا کی سستی بھی لازمی ہو خواہ کسی قدر ہو -

(پرانایام) پرانایام کی جو تشریح اوپر گذر چکی ہو اسکی رو سے پرانایام کی مختصر تعریف حبس دم ہے حبس دم کا مضمون اور حیثیت سے قابل بحث ہے -

منہ کے راستہ سے باہر نکل جائے یہ غرض اوپر کے سانس سے حاصل ہوتی دوسری غرض یہ کہ باہر کی تازہ ہوا اندر آتی رہے اور یہ کام نیچے کی سانس سے پورا ہوتا ہے، اگر ان دونون سانسون کا سلسلہ برابر نہ جاری رہے تو زندگی محال ہو جائے کیونکہ اوپر والی سانس کے رک جانے سے اندر کی زہریلی ہوا اندر ہی گردش کرتی رہے گی اور جب روح کو کسی طرف سے کوئی مدد نہ پہونچیگی تو اسی زہریلے مادہ فاسدہ مین گھٹ کر ختم ہو جائیگی۔ نیچے کی سانس رک جانے کا یہ اثر ہوگا کہ باہر سے صاف ہوا کی درآمد بالکل بند ہو جائیگی اور اندر کی ہوا زیادہ کاربن کیوجہ سے آلودہ ہو کر روح کو ہلاک کر دیگی۔

یہ طبی قاعدہ جو اوپر بیان کیا گیا ہے صاف صاف ہدایت کرتا ہے کہ سانس کا رکنا خواہ وہ تھوڑی دیر تک ہو خواہ زیادہ دیر تک سخت نقصان پہونچاتا ہی اور یہ کہ رکنے کی جتنی مدت زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی زیادہ نقصان پیدا ہوتا ہی اسکی ایک عام اور کھلی ہوئی شہادت یہ ہے کہ جسوقت ہم سانس روکتے ہین اسی وقت سے ہم مین تغیر شروع ہو جاتا ہی اور وہ رفتہ رفتہ بڑہتا جاتا ہے یہانتک کہ جب زیادہ عرصہ گذر چکتا ہے تو وہ درد جو پہلے میٹھا میٹھا سا معلوم ہوتا تھا اب تیز ہونا شروع ہو جاتا ہی اور روح کی بیچینی اسقدر سخت ہوتی جاتی ہی کہ اگر ہم تھوڑی دیر اور سانس روکے رہین تو گھبرا کر دم نکل جائے۔

عام و خاص دونون قاعدون سے یہ بات نہایت پختہ ہو جاتی ہے کہ سانس روکنے کا عمل بجائے فائدہ کے نقصان پہونچاتا ہے اور اس لیے پرانا یام کی

نوٹ اس طبی قاعدہ کے علاوہ ڈاکٹری کی دو صریح شہادتین جو اوپر لکھی گئی ہین اس مسئلہ کو نہایت روشن بناتی ہین۔

ضرورت نہین ہے کہ پوری پوری تندرستی اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جبتک
تمام اعضا اور تمام طاقتین اپنی اپنی اصلی اور فطری حالت پر قائم ہون لیکن
جب اعضا اپنی اصلی حالت سے ذرا بھی متجاوز ہون گے یعنے اُن سے
مناسب مقدار سے زیادہ کام لیا جائے گا یا کم تو ان مین خلل پیدا ہوجائیگا
پھر پورے جسم کی صحت خراب ہوجائیگی اور ایسی صورت مین روح ہرگز مطمئن
اور سکون پذیر نہین رہ سکتی اب ہمکو یہ دیکھنا چاہیئے کہ پرانایام مین تمام قوتین
اپنی اصلی حالات پر قائم رہتی ہین یا نہین ہم خیال کرتے ہین کہ نہین قائم
رہتین کیونکہ پرانایام جبس دم یعنی سانس روکنے کو کہتے ہین ہم یہ خیال کرتے
ہین سانس روکنا خصوصًا زیادہ دیر تک ایک عضو کو اسکے فطری کام سے
بالکل روک دیتا ہے پس وہ اپنی اصلی حالت پر نہین قائم رہتا جس کا لازمی نتیجہ
اس قانون کے مطابق یہ ہونا چاہیے کہ بدن کی تندرستی گھٹنے لگے اور بیماری
(گو خفیف سی) پیدا ہوکر روح کو ایک حد تک بے چین اور پریشان بناوے
علمی تشریح کی رو سے سانس رکنے کا جو خاص نقصان ہے وہ اس مسئلہ کو اور
بھی زیادہ صاف کر دیتا ہے ہمکو اس فن مین یہ بتایا گیا ہے کہ قدرت نے
سانس لینے کی دو غرضین رکھی ہین ایک یہ کہ جسم کے اندر کی خراب اور زہریلی ہوا

نوٹ ڈاکٹری کی ایک مشہور کتاب مین عبارت لکھی ہوئی ہے تنفس ایسا ضروری فعل ہے کہ کسی سبب سے
تین منٹ بھی بند رہے تو انسان مرجاتا ہے پراکٹس آف میڈیسن صفحہ ۶۲ اسی کتاب مین دوسری
جگہ یہ ہے متلاشی صحت کو جاننا ضرور ہے کہ صحت جسمانی کے لیے جسمی ورزش و دماغی قوت ضرور ہے۔
کیونکہ اس سے فعل تنفس برابر جاری رہتا ہے جس سے خون بخوبی صاف ہوتا ہے اور کام آلات المنعم
کا بھی درست رہتا ہے اس عبارت کا یہ نتیجہ ہے کہ اگر فعل تنفس جاری نہ رہے تو خون صاف اور کام آلات المنعم درست
ہوگا اور سب خراب ہوجائیگی صفحہ ۲۳ —

وہ بات یہ ہے کہ دنیا مین جہان بعض چیزین مضر ہین وہین بعض دوسری
چیزین انکی صلاح کیلیے بھی موجود ہین جنکو طبی اصطلاحات مین مصلح کہتے ہین
یہ مشہور بات ہے کہ چاے خشکی کرتی ہو مگر ساتھ ہی یہ بھی مشہور ہو کہ دودھ
اسکی خشکی کا دافع ہے، زہر جو نقصان پہونچاتے ہین تریاق انکو دفع کرتا ہے
ساتھ ہی یہ بات بھی قابل غور ہو کہ انسانون کے مزاج مختلف ہین اور
اسی اختلاف کی بنا پر ہر ایک چیز کے آثار بھی مختلف ہوجاتے ہین۔ یہی چاے
ایک شخص کو جس مین پہلے سے خشکی موجود ہو زیادہ نقصان پہونچاتی
ہے۔ دوسرا ہو جسمین رطوبت غالب ہو اسکو چندان مضر نہین ہوتی
ایک کمزور بدن کا آدمی جسکو دمہ کا عارضہ ہے ذراسی سردی سے سخت
تکلیف اٹھاتا ہو مگر گرم مزاج کا تندرست اور قوی الجثہ آدمی ٹھنڈک کو تلاش
کرتا پھرتا ہے۔

ان دونون قاعدون کو سمجھ لینے کے بعد معاملہ نہایت صاف ہو
اور اب کوئی پیچیدگی نہین، دیکھو چاے کی نسبت کہا جاتا ہے کہ خشکی
کرتی ہو، یہ بات نہایت سچ ہو اور بیشک اسمین یہ نقصان موجود ہے
مگر بعض لوگون کو یہ نقصان نہین محسوس ہوتا، اسلیے کہ وہ اسکا مصلح
دودھ استعمال کرتے ہین یا انمین رطوبت اعتدال سے زیادہ ہے۔
ایسی مثالین دیکھکر شاید نادان لوگ کہین گے کہ اوکھ چاے کچھ نقصان
نہین کرتی مگر عقلمند سمجھتے ہین کہ چاے ضرور نقصان کرتی ہو اور وہان ہی
کام کرتی ہو جہان دوسرے نہین سمجھتے مگر کوئی وجہ ہو جو اسکا اثر محسوس نہین
ہونے دیتی

بعینہٖ اسیطرح شراب و سنکھیا بھی مضر چیزین ہین اور عام خلق اللہ کو ان سے

نسبت یہ کہنا کہ وہ روح کو قائم اور مطمئن کرتا ہے غلط ہو رہے وہ تجربات جو اس خیال کے خلاف عموماً پیش کئے جاتے ہین یعنے یہ دعوے کیا جاتا ہو کہ اس عمل کے کرنے والے ہزارون سادھو اور یوگی نہایت قوی الجثہ اور تندرست دیکھے جاتے ہین تو وہ تجربات ایک قسم کے مغالطے ہین کیونکہ پرانا یام کرنے والے سادھو اور یوگی گو نہایت تندرست ورقوی البتہ سہی مگر ہم کیونکر یقین کرلین کہ پرانا یام نقصان کی چیز نہین ہو، تم بتاؤ کیا شراب نقصان دہ چیز نہین ہو یونانی و ڈاکٹری دونون ہی تو متفق ہین کہ اس سے پھیپھڑا۔ جگر۔ دماغ خراب ہوکر تندرستی بگڑ جاتی ہو اور اسی لیے یورپ اور ہندوستان مین ہزارون لاکھون ٹمپرنس سوسائٹیان اس خراب چیز کو روکنے کیلیے قائم کی گئی ہین غرضکہ کہ شراب کا مضر ہونا مسلم ہو لیکن ہم ہزارون شراب خوار انگریزون اور ہندوستانیون کو بتا سکتے ہین کہ وہ نہایت تنومند اور تندرست معلوم ہوتے ہین تو کیا تم یہ خیال کرسکتے ہو کہ ان لوگون کو شراب نے کچھ نقصان نہین پہونچایا اور اگر یہ خیال کرسکتے ہو تو یہ بھی فتوی دیسکتے ہو کہ ان کیلیے شراب حلال ہے۔ کیا تم سنکھیا کو زہر اور تندرستی کا دشمن نہین سمجھتے مگر چینی سنکھیا کھانے والے تو سرخ وسپید اور قوی ہیکل دکھائی دیتے ہین تو کیا تم یہ مان لوگے کہ سنکھیا نقصان دہ چیز نہین ہے۔

غالباً تم ایسا کرنے کے لیے تیار نہین ہو، پھر ہم چند پرانا یامی سادھوؤن اور سنیاسیون کو قوی اور تندرست دیکھکر کیسے یقین کرلین کہ پرانا یام فی نفسہ کوئی مضر عمل نہین ہے۔

اگر تم ایک بات پر غور کروگے تو یہ معمّا دونون جگہ حل ہوجائیگا کہ بعض چیزین کیون بعض جگہہ خراب اثر پیدا کرتی ہوئی نہین معلوم ہوتین

بیفکر کھایا پیا اور پرمیشور کی بھگتی مین مست سوا ہو آب و ہوا کو لو تو یہ اسکے بادشاہ
ہین - نت نیا دانہ نت نیا پانی کے سنہرے قاعدہ پر ان کا عمل درآمد ہے ،
جس گاؤن مین گئے کھلے ہوئے میدان مین چھتر دار درختون کے زیر سایہ
آسن جمایا - گاؤن کے اندر بھی رہے تو کھلے ہوئے مقامات مین مرگ چھالہ
بچھایا گیا اوپر سے پنکھون کی بھر مار کی گئی - وہان دو ایک دن رہے اور پھر
کھلے ہوئے میدانون کی ہوا کھاتے ہوئے درختون کی ٹھنڈی چھاؤن مین راہی
ہوئے -

غم والم کی پوچھو تو وہان اسکا گذر ہی نہین - ہے ہی کون جسکا غم انھین
کھائے اور جسکی فکر انھین ستائے ،

ہم نے یون تو بہتیرے سادھو سنیاسی دیکھے اور سُنے ہین مگر دور کیون جائیے
خود سوامی دیانند جی کو لیجیے سادہ پرانا یام اور لوگ بھیاس کے عادی تھے -
جسکے لیے سامان تھا کہ علاوہ اور مقوی غذاؤن کے کئی کئی سیر دودھ کئی سیر
شکر ڈال کر روز نوش فرمایا کرتے تھے ، اور جہان جاتے تھے دریا کے کنارہ
کھلی ہوئی جگہ مین آسن جماتے تھے -

اب تم خود غور کرو کہ ان بزرگون کو جب تندرستی اور قوّت کے ایسے ایسے
وسائل میسر ہون تو صبح و شام دو وقت کے پرانا یام انکو کیا نقصان پہونچا سکتے
ہین - یا انکے نقصانات جلد کیونکر ظاہر ہو سکتے ہین ، مگر کیا ان مثالون سے یہ نتیجہ
نکالنا صحیح ہوگا کہ پرانا یام فی نفسہ مضر چیز نہین ہے اور جن بیچارہ دن کو یہ سامان
میسر نہین ہین اور ایسون ہی سے دنیا بھری ہوئی ہے وہ بھی اس سے نقصان
نہ اُٹھائینگے ، نہین نہین عام مخلوق خدا شراب و سنکھیا کے مانند یقیناً
اس سے بھی تکلیفین اُٹھائیگی اور اسکا رواج یقیناً نہایت مہلک امرض

نقصانات پہونچ رہے ہین مگر جو لوگ انکے اثرات سے محفوظ نظر آتے ہین وہ انکے مصلحات استعمال کرتے ہین اور مصلحات کی مقدار اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ ان نقصانات پر غالب آجاتے ہین۔

مگر ان چند شاذونادر مثالون کے لحاظ سے یہ رائے نہین قائم ہوسکتی کہ دونون چیزین فی نفسہ مضر نہین ہین اور یہ کہ وہ عام طور پر دوسرون کو بھی نقصان نہین پہونچاتین بلکہ پختہ طور پر یہ بھی دعویٰ نہین کیا جاسکتا کہ ان مثالون مین ان کے نقصانات نہین موجود ہین تو وہ نقصانات محسوس نہ ہون اور جلد ظاہر نہ ہون نیز ان باتون کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے جواز کا بھی فتویٰ نہین دیا جاسکتا، بعینہ یہی حالت پرانا یام کی ہو کہ جب عقلی قواعد سے اُسکا ضرر پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہو اور بہتیرون مین اسکے نقصانات ظاہر بھی ہوتے ہین تو وہ یقیناً شراب اور سنکھیا کی طرح مضر ہے اور جو مثالین اسکے خلاف پیش کی جاتی ہین وہ بعینہ اُن شراب نوشون اور سنکھیا خوارون کی مثالین ہین جو کسی خاص وجہ سے نقصانات سے محفوظ نظر آتے ہین۔

یہ محض خیالی اور قیاسی بات نہین ہی بلکہ تم اگر ان سادھوؤن اور لوگون کی زندگیون پر غور کروگے تو تمکو معلوم ہوگا کہ یہ بات تجربہ اور یقین کے درجہ پر پہونچی ہوئی ہو۔ کیا تم نہین جانتے کہ یہ آزاد منش اور تارک الدنیا گروہ تندرستی اور طاقت کے کیسے کیسے بہتر وسائل اپنے لیے مہیا رکھتا ہے، غذا کو تو کیا کہنا جس کے دروازے پر پہونچ گئے ہین اتنی نگیہ (مسافرنوازی) کے نیم دقانون کی بدولت دودھ گھی۔ کی نہرین بہادین۔

فواکہ اور میوہ جات کے پل باندھ دیئے۔ نہ گھر گرہستی کی فکر۔ نہ بال بچون کا غم۔ نہ کمانے کی محنت۔ نہ بچانے کی زحمت جس کے دروازہ پر پہونچے

کی ضرورت نہین بلکہ ہمارا بھی مقولہ سعدی سہ اندرون از طعام خالی دار
تا درو نور معرفت بینی، پر یقین ہو نگر ہم ایک منٹ کیلیے بھی یہ خیال نہین کر سکتے کہ
صوفیون مین مروج ہو جانیسے یہ طریقے فی نفسہ در عام طور پر تندرستی کیلیے مفر کہنے کو قابل نہین ہے
ہین یہ اور بات ہے کہ ایشور کے بھگت اور خدا کے عارفین مست اپنی تندرستی جان مال
اور تمام دنیاوی فوائد کو خدا کی معرفت پر نثار کر دین اور اسکے شوق و ذوق مین
نقصانات اور خطرات کی بالکل پروا نہ کرین، چنانچہ ہم ایسون کیلیے ان باتون
کو جائز سمجھنے مین پس وپیش بھی نہین کرنا چاہیے مگر مذہب عالمگیر قانون ہے جو علم
حالات کے لحاظ سے بنایا جاتا ہے اسلیے مذہب کبھی کوئی ایسا قانون نہین نافذ
کر سکتا جو صرف خواص اور معدودے چند لوگون کیلیے موزون ہو اور عام
لوگ اس کا تحمل نہ کر سکین - پس پرانایام حبس دم اگر کچھ ایسون کیلیے جو خطرات
کی پروا نہین کرتے جائز ہو تو ہو مگر عام انسانون کیلیے جائز نہین ہو سکتا،
چہ جائیکہ فرض اور لازمی ہو (جیسا کہ ویدک دھرم مین ہے) اسی قاعدہ کا
لحاظ کرتے ہوئے آنحضرت صلعم نے صوم وصال (شبانہ یوم کا روزہ) کو اورون
کیلیے نہ صرف غیر ضروری بلکہ کھلے ہوئے لفظون مین ناجائز فرما دیا، شاید
کہا جائے کہ زیادہ دیر تک پرانایام جاری رکھنے سے نقصان ہوتا ہے مگر
تھوڑی دیر سے نقصان نہین پہونچتا، ہم یہ کہتے ہین کہ تھوڑی دیر یعنی چند منٹ
اور چند سکنڈ کے حبس دم سے فائدہ ہی کیا ہوگا اسلیے حبس دم کرنیوالے گھنٹہ
دو گھنٹہ تک اس عمل کا سلسلہ جاری رکھتے ہین، دوسرے یہ سمجھ مین نہین آتا کہ
جو چیز ذاتی طور پر نقصان دہ ہے اس مین تھوڑا بہت کا فرق کیا، ہم کو زہر
بالکل نہ کھانا چاہیے تھوڑا ہو یا بہت، شراب کا ایک گھونٹ پینا بھی
غلطی ہے اور ایک بوتل بھی، پرانایام کے اس نقصان اور دیگر فوائد کا لحاظ

کا باعث ہوگا۔

شاید ہمین اس موقع پر اس حبس دم کی طرف توجہ دلائی جاوے
جو خود مسلمانون کے ایک فرقہ (صوفیہ) مین رائج ہی ہم پہلے سے ہی اسپر توجہ رکھتے ہین
اور ہمین یہ بھی معلوم ہی کہ ہمارے صوفیہ کرام نے اس عمل کیلیے بہتیرے روحانی فوائد تحریر
کئے ہین، مگر ہم اپنی رائے نہین واپس لے سکتے اور نہ ہماری رائے صوفیہ کرام
کی تجاویز کے خلاف ہی ہی کیا ہماری تقریر بالا کا یہ مطلب ہی کہ پرانایام یا حبس دم
مین کسی صورت سے کوئی فائدہ ہی نہین، دنیا مین کون ایسی مضر سے مضر چیز ہوگی
جو نقصان کے ساتھ ہی ساتھ فائدہ کا پہلو نہ رکھتی ہو ہمارا مطلب تو یہ تھا کہ
پرانایام مین خاص فائدہ جسپر ابھی بحث کی گئی ہی نہین ہی بلکہ اس لحاظ سے وہ
مضر ہے، جیسے مسمرائزر کہ تندرستی اور نگاہ کے لحاظ سے تو نہایت مضر ہے مگر قوت
خیالیہ کی تکمیل کی حیثیت سے بہت مفید سمجھا جاتا ہی صوفیہ کو ہماری اس رائے
سے مخالفت نہین ہی وہ یہ نہین کہتے کہ تندرستی پر اس کا اثر خراب نہین پڑتا
وہ کہتے ہین کہ اس عمل سے ہماری لگن خدا کے ساتھ مضبوط ہو جاتی ہے،
جس سے ہمکو انکار نہین ممکن ہی بلکہ ہم تو یہانتک مانتے ہین کہ صوفیہ کرام
مین اس سے بھی زیادہ مہلک اعمال مروج ہین۔ تصفیہ روح کا بعض طریقہ
چشتیہ مین ایسا ہے کہ جسمین سات سات روز تک متواتر فاقے کرنے پڑتے ہین
اور صرف ایک خاص شرعی مسئلہ کے لحاظ سے شام کے وقت ایک گھونٹ پانی
اور روٹی کے ایک ٹکڑے سے افطار کر لیا جاتا ہے، اس طریقہ کو خود سرگروہ
چشتیان خواجہ معین الدین اجمیریؒ نے غالباً خراسان کے کسی پہاڑ پر انجام
دیا تھا۔

ایسے مہلک طریقے روحانیت کیلیے مفید ہون ہمکو اس سے انکار کرنے

تصفیۂ قلب کے فائدے اُٹھا سکتے ہین کیونکہ وہ اپنے پہلو مین فرہاد کا دل رکھتے ہین اور دماغ مین قیس عامری کا سودا، جون جون اس راستہ مین تکلیفین بڑھتی جاتی ہین اُنکی جذبات شوق کی اُمنگین اونچی ہوتی جاتی ہین، اُنکے بدن روز بروز نحیف اور مضمحل ہو رہے ہین مگر اُن کو خبر نہین کہ کیا ہو رہا ہے، فکر ہے تو یہ کہ راہِ شوق مین کب ایک قدم اور آگے بڑھے۔ سیکڑون بیماریان جان کو ہلکان کر رہی ہین مگر خوشی یہ ہے کہ روح کی تندرستی بڑھ رہی ہے۔

ہندو نہ سمجھین کہ ایسے ازخود رفتہ مہاتما لوگ انھین کے ہان گذرے ہین ہم مسلمان بھی ایسے قابلِ فخر وجود رکھتے ہین اور ان سے بڑھ بڑھ کر رکھتے ہین مگر دونون جگہ ایسے لوگ کم ہین اور عام بنی نوع انسان کو ان پر قیاس کرنا سخت غلطی ہے پس ان لوگون کو دیکھکر یہ خیال کرنا چاہیے کہ پرانا یام عموماً کسی درجہ پاکیزگی کا فائدہ بخشتا ہے اور ہم بھی اپنے یہان کے حبس دم کی نسبت یہی خیال رکھتے ہین کہ وہ عام طور پر تصفیۂ قلب یا پاکیزگی روح کے لیے مفید نہین ہے بلکہ صرف اُن کو مفید ہے جو اسکی اہلیت و صلاحیت رکھتے ہین۔ اسی لئے ہمارے ہان یہ عمل عام طور پر فرض اور واجب نہین قرار دیا گیا بلکہ صوفیون کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے، وہ جسکو اہل سمجھتے ہین اسکو تبلاتے اور اُس سے عمل کراتے ہین، جنکو نا اہل پاتے ہین انکو اس کے قریب بھی نہین آنے دیتے۔

پس عموم کے لحاظ سے غالباً یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ پرانا یام سے دوسرا فائدہ بھی متصوّر نہین اور اگر ہے تو برائے چندے اور برائے نام جسکا وجود و عدم دونون برابر۔

غالباً شروع مین پرانا یام کی نسبت جو کچھ مین نے کنایتاً کہا تھا یعنی یہ کہ اس مین اور فائدے ہون تو ہون مگر یہ دو فائدے اُس سے حاصل نہین ہو سکتے پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا اور سلسلہ کلام طویل بھی ہو گیا لہذا مناسب ہے کہ اب بحث بند کر دی جائے اور آگے جو کچھ کہنا ہے وہ شروع ہو۔

کرتے ہوے کہنا پڑتا ہے کہ اے کاش ویدک دھرم اسلام کی رفتار اختیار کرتا
جس طرح اسلام نے حبس دم اور دوسرے سخت اعمال کو تصوف کی راہ مین ڈال
دیا کہ جو اس راہ مین چلنا چاہتے وہ ان سختیون اور کڑیون کو برداشت کرے
مگر جو نہ چاہے اسکو عند آسان الفرا دا کر لینے کے سوا ان سندھیون سے کوئی تعلق نہین
اسیطرح وید بھی پرانا یام کو یوگ ابھاس مشق تصوف کے سلسلہ مین شامل کرکے
ساوی سندھیا کو فرض قرار دیتا ایسا ہونے سے سندھیا نماز کی طرح نہایت آسان
اور عالمگیر عبادت ہو سکتی، مگر ایسا ہوتا ہی تو سندھیا کے ہوتے ہوے نماز کی
حاجت کیوں پڑتی، فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ

پرانا یام کا دوسرا فائدہ جو پاکیزگی روح ہے ممکن ہو کہ تھوڑی دیر کیلیے
اس عمل کے ذریعہ حاصل ہوسکے اور ممکن ہے کہ خاص قسم کے کچھ لوگون مین
قائم بھی رہے مگر عموماً دیرپا نہین دیرپا نہونیکی وجہ یہ ہو کہ عام لوگ جنھین
اپنی صحت اور آسایش کا خیال ہے جب پرانا یام کی چند دنون کی مشق
سے مختلف قسم کی بیماریون مین مبتلا ہونگے تو پرانا یام کو دور سے پرنام سلام
کرکے الگ کرینگے اور اس سے بدعقیدگی الگ پیدا ہوگی، پس چند دنون کی مشق
سے پاکیزگی کا جو کچھ ذخیرہ جمع تھا وہ ناغون اور بدعقیدگی کے تیل اندر آگ سے
جل بھن کر بھسم ہوجائے گا اور اسلیے اسکا وجود و عدم سب برابر ہوجائیگا
اس عمل سے پاکیزگی کے حصول کی بالکل یہ مثال ہو کہ شراب سے لطف
سرور ابتدا مین ضرور حاصل ہوتا ہے مگر اس سے جو نقصانات پیدا ہوجاتے
ہین وہ آخر مین لطف سرور کھو دیتے ہین اور پھر لت ہی لت رہ جاتی ہو
اور کچھ فائدہ نہین ہوتا ہان وہ لوگ جنھون نے معرفت الٰہی کے ذوق
و شوق مین اسکی مشق شروع کی ہو، وہ بیشک اس سے پاکیزگی روح اور

پس مخلوق پرستی کا اصل سوال صورت بدل کر اب بھی موجود ہے کیونکہ اس رسم کی تصحیح
کے لیے خدا کو مجسم ماننا پڑیگا۔ جو حقیقت مین خدا کو مخلوق سمجھنا اور اس پیرایہ مین مخلوق کی
پرستش کرنا ہے۔

اگر یہ کہو کہ طواف سے جسم کا طواف کرنا مراد نہین ہی بلکہ عقل کا طواف کرنا تو یہ بالکل
بے معنے بات ہے جو اور زیادہ قابل مضحکہ ہے ان گڑبڑیون کو دیکھکر یہ خیال پیدا ہوتا ہی
کہ اس رسم کی صورت آریہ سماج مین اگرمسخ ہوگئی ہی جو کسی ڈھب سے کسی پہلو پر درست
نہین اُترتی اسکی اصل اور سادی صورت وہی ہی جو ابتک پرانے ہندون کے نگارخانہ دماغ
مین موجود ہے اور وہ ہان اس عمل کی بدیہی اور بیساختہ غرض سورج پرستی ہی جو ویدک دھرم
کی اصلی تعلیم تھی۔

سندھیا کا چوتھا رکن اوپستھان ہی اسکی جو تشریح آریہ سماج کے نزدیک ہے
وہ ہمکو نہین معلوم ہوسکی لہذا اُسپر کوئی خاص بحث بھی نہین کی جاسکتی البتہ سناتن
دھرم کے ہان جو کچھ اسکا مطلب بیان کیا گیا ہی وہ آسانی سے بحث مین آسکتا ہے
اور وہ بحث یہ ہی کہ اُنکے اصول بموجب یہ رسم سورج پرستی کا طریقہ سکھاتی ہی جو قطعی شرک
ہے۔

سندھیا کا پانچوان رکن۔ استتی ہے جس سے مراد خدا کی حمد وثنا کرنا ہے۔
یہ عمل جیسا کہ تمام مذاہب کی عبادتون مین مشترک ہے ویسا ہی عبادت کی روح روان
بھی ہی اس جہت سے کون ہی جو اس کی معقولیت مین ایک لمحہ بھی پس وپیش کرسکے
سوامی صاحبنے اس کی جو غرض بیان کی ہی دکہ ایسا کرنے سے اس پرمیشور کو پاسکتے
ہین وہ بھی اگرچہ مشترکہ غرض اور معقول غرض ہی مگر اس عمل اور اُسکی غایت دونون کو جب دوسرے
سماجی معتقدات کی نظر سے دیکھا جائے تو ان کی ذاتی حسن وخوبی کا اعتراف اگرچہ اب
بھی قایم رہے مگر ان معتقدات کے سامنے ان کا وجود باقی رہنا ضرور ایک ناممکن امر ہوگا

سندھیا کا تیسرا رکن سنا پر کرمن ہے، عام ہندو اس سے یہ مراد لیتے تھے کہ یہ خیال
کرکے کہ ہم سورج کے گرد گھوم رہے ہین کھڑے ہو کر چکر لگا یا جائے چنانچہ وہ اب بھی ایسا
ہی کرتے ہین سوامی جی نے اس رسم کو جو مخلوق پرستی کا پہلو لئے ہوے تھی اپنے سانچے
مین ڈھال کر فرمایا کہ اس سے دلی طواف مراد ہے۔

اس سے بحث نہین کرنی چاہیے کہ انکی یہ تراش خراش درست ہے یا نہین نہ ہم
کو یہ حق حاصل ہے کیونکہ ہمکو اُن کے عقائد کی تنقید سے بحث ہے نہ یہ کہ تم نے ایسے
عقائد کہان سے اور کیون اخذ کئے۔ مگر ہم یہ ضرور دیکھنا چاہتے ہین کہ ہندون کی تفسیر
کے مطابق اصل رسم پر جو اعتراض تھا وہ اب بھی باقی ہے یا دفع ہوگیا۔

سوامی جی نے اپنی تراش خراش سے اس رسم کی دو قابل اعتراض باتین اڑادی
ہین ایک ظاہری یا جسمانی طواف دوسری سورج کا مُطاف اور قبلہ ہونا۔ مگر اب
غور طلب یہ امر ہے کہ اصل طواف جو ابھی تک باقی رکھا گیا ہے کسکیلئے ہے
اگر سورج کے لیے ہے تو مخلوق پرستی کا الزام پھر لوٹ آتا ہے۔ اگر خدا کیلئے تو
مجرد ہے یعنی وہ جسم نہین رکھتا پھر اُس کا طواف خیال ہی مین سہی کیا معنی رکھتا ہے
خیالی طواف اور جسمانی طواف مین اگر فرق ہے تو صرف اس قدر کہ جسمانی طواف مین
سچ مچ ہمارا بدن گھوم رہا ہے اور خیالی طواف مین سچ مچ نہین گھومتا مگر ہم خیال
کرتے ہین کہ گھوم رہا ہے، تاہم بدن کے گھومنے کا خیال بھی کسی جسم کے گرد ہو تو مناسب ہے
مگر کسی مجرد طاقت کے گرد تو مناسب نہین ہے کیونکہ خلاف واقع ہے۔

نوٹ اس موقع پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانون کا طواف کعبہ تو اس سے بھی زیادہ لغو ہے کیونکہ
وہان خیالی تو خیالی مگر ہمارا جسم ایک مکان کے گرد چکر لگا رہا ہے مگر یہ صحیح ہے کہ ہم آریہ سماج کی اس رسم پر محض
واقفیت سے بحث نہین کرتے بلکہ وہ سختی جو شرک کی حقیقت بیان کرنے مین سماج نے روا رکھی ہے اور جس کی رو سے وہ مسلمانون
کی ذرا ذرا سی بات کو شرک قرار دیتا ہے اس سخت بحث کا سبب ہے ورنہ درحقیقت صحیح اصول کی رو سے تو یہ
جسمانی طواف بھی شرک نہین ہے اور ہم ایسا سمجھتے تو طواف کعبہ کو جائز ہی کیون رکھتے ۱۲۔

ہاں اگر استتی کا اثر یہ تسلیم کیا جاتا کہ خدا بغیر کسی عمل کے اجرت کے طور پر نہیں بلکہ محض انعام اکرام کے طور پر ستتی کرنے والے کو کوئی چیز عطا کرتا ہے تو البتہ یہ بات اصل تناسخ کے خلاف تھی اور اس وقت استتی کو بیکار اور لغو کہنے کا حق حاصل تھا۔

یہ جواب سچ ہے یا نہیں اس کا تصفیہ سماج کے خود اس الزام سے ہو سکتا ہے، جسکو وہ مغفرت گناہ کے عقیدہ پر اکثر پیش کیا کرتا ہے، وہ یہ کہ اگر خدا گناہ معاف کرے تو منصف نہ رہے گا کیونکہ انصاف یہ ہے کہ جتنا جو عمل کرے اتنا ہی اسکو دیا جائے اور یہاں نجات جو ملی ہو وہ بلا عوض ہے۔

ہم اس الزام کا یہ جواب دینا چاہتے ہیں کہ، توبہ اور اعمال کے مانند خود ایک عمل ہے جس کا اثر یہ ہے کہ گذشتہ گناہ دور ہو جاوے۔ پس توبہ کے بعد گناہ کی مغفرت خود توبہ کا ذاتی اثر ہے نہ خدا کا محض عطیہ اور بلا عوض انعام، سماج کو میرے اس جواب کے تسلیم میں کیا عذر ہوگا جبکہ استتی اور توبہ دونوں ایک سے افعال ہیں یعنی دونوں توجہ الی اللہ کی دو صورتیں ہیں فرق صرف یہ ہو کہ ایک میں اپنی کمزوریوں کا بیان نہیں ہوتا اور دوسرے میں اس کا تذکرہ بھی ہوتا ہے، مگر ہیں دونوں زبانی یا دلی افعال اور دونوں کا اثر بھی قریب قریب ایک ہی سا ہے کیونکہ مغفرت گناہ جو توبہ کا اثر ہے قریب قریب تصفیۂ روح (ستتی کا اثر) ہی ہے بلکہ اسی کی ایک خاص قسم ہے،

اگر یہ جواب مسلم ہے تو سماج کو (معافی گناہ) کے مسئلہ کا اعتراف لازمی ہو جو بالکل اصول سماج کے خلاف ہے پس یقیناً اس جواب سے گریز کرنا چاہیے، اور اس سے گریز کرنا بعینہ اس جواب سے گریز کرنا ہے جو استتی والے الزام کے دفعیہ میں پیش کیا جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ یا تو سماج یہ تسلیم کرے کہ فقط جسمانی افعال ہی با اثر ہوتے ہیں نفسانی اور روحانی افعال کا کچھ اثر نہیں ہوتا تب تو توبہ اور استتی دونوں بے نتیجہ عمل ہونگے نہ توبہ سے گناہ معاف ہو سکتا ہے نہ استتی سے روح کا تصفیہ ہو سکتا پس استتی بے

تناسخ کی بنیاد پر اصول سماج مین یہ بات داخل ہو کہ کوئی شخص موجودہ زندگی مین گذشتہ زندگی کے برخلاف کم و بیش کچھ نہین پا سکتا - اسی اصل کی ایک شاخ یہ ہے کہ خدا بندون کے گناہ بالکل معاف نہین کرتا ورنہ خدا پر بے انصافی کا الزام قایم ہوگا، چنانچہ اسی بنیاد پر سماجی حضرات عموماً اسلام کے اس خیال کو کہ خدا گناہ معاف کرتا ہے سختی سے مسترد کرنے پر آمادہ نظر آیا کرتے ہین-

سماج مین یہ بھی مسلمات سے ہے کہ انسان اپنے کامون مین بالکل خود مختار بنایا گیا ہو خدا بجز الہامی تعلقات کے نہ کسی کو نیکی مین ڈوبتا ہے نہ کسی کو بدی کی طرف مائل کرتا ہے انسان اپنی آزادی کامل سے جو راہ چاہے اختیار کر لے اور جس منزل کو چاہے پہونچے دونون باتون کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم خواہ خدا سے روٹھکر گوشۂ غفلت مین چپ چاپ بیٹھ رہین خواہ اُسکی تعریفون اور شکریون کی چیخ پکار سے فضا ر کائنات مین زلزلہ پیدا کر دین مگر خدا کسی طرح ہماری کچھ مدد نہ کرے گا - ہم خود جو کرنا چاہین کرین اور بس-

اس لحاظ سے اُستتی بالکل بیکار چیز ہے اور اسکی غایت محض فرضی ہو، گویا استتی خود عمدہ چیز ہے مگر تناسخ اور خدا سے لاپروائی کے مسائل اُسکو بھی اپنے رنگ مین لاکر بگاڑ ڈالتے ہین -

آریہ سماج کی طرف سے اس الزام کا دفعیہ اکثر یون کیا گیا ہے کہ استتی بھی منجملہ اور اعمال کے ایک عمل ہو پس جہان دوسرے اعمال اپنا اپنا ذاتی اثر رکھتے ہین ہین استتی بھی ایک اثر رکھتا ہے اور وہ روح کا تصفیہ ہے، لہذا بیکار نہین ہے -

---

نوٹ اسکی (انسانون کے حالات) تجویز جیوون کے کرمون کے مطابق ہوتی ہو نہ کسی اور طرح اگر کسی اور طرح ہو تو وہ خطادار و بے انصاف ہو جاوے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۲۷،

۲ ایشور اپنے بھگتون کے پاپ معاف کرتا ہے یا نہین [؟] نہین کیونکہ وہ پاپ معاف کرے تو اُس کا انصاف جاتا رہے صفحہ ۲۴۹ ۳ جیو اعمال کرنے مین خود مختار ہے اور پاپ کا نتیجہ دُکھ بھوگنے مین تابع ہوتا ہو صفحہ ۲۵

کرتے ہین، صرف اس کا آخری حصّہ جسکو بحث سے تعلق ہے ہم ذیل مین
نقل کیے دیتے ہین "اے بھگوان اپنی نظر رحمت سے ہمارے تینون قسم کے دُکھ یعنے
ایک ادھیاتمک جو بخار وغیرہ بیماریون سے جسم مین تکلیف ہوتی ہے دوسری
ادھی بھوتک جو دوسرے جاندارون سے تکلیف پہنچتی ہے اور تیسرے
آدھی دیوک ۔ جو دل اور حواس کے خلل ۔ ناپاکی اور بیقراری وغیرہ سے
تکلیف ہوتی ہے ان سب کو شانت یعنی دور کر دیجیے،،رگوید بھوبمکا صا
چھٹا رکن پرارتھنا قریب قریب وہی ہی ہے جو استتی ہے اور اسپر بحث بھی وہی ہے جو استتی پر کی گئی ہے
ساتوان رکن اپاسنا بھی کسی نئی بحث کا محتاج نہین ہے وہ ایک خاص قسم کا مراقبہ ہے
جس کا ایک جز پرانا یام ہے، جب پرانا یام کی غیر معقولیّت ایک بڑی لمبی بحث
کے ذریعہ سے پہلے دکھائی جاچکی ہے ۔ تو اُپاسنا کا غیر معقول ہونا بالکل واضح ہے ۔
کیونکہ جس چیز کے اجزا خراب ہون اوسکی خرابی قطعی اور بیّن امر ہے
آٹھوان رکن اگمرشن ہے جسکا مطلب سناتن دھرم فرقہ مین یہ ہے کہ ہاتھ مین پانی
لیکر ناک کے سانس کو روکے ہوے یا بلا روکے ہوے ہی ناک سے پانی چھوئے
پھر منتر جپ کر اس پانی کو زمین پر چھوڑ دے پھر ہاتھ مین پانی لے اور پچھلا عمل کرکے
اپنی بائین طرف چھوڑ دے اس جل کو چھوڑنے سے ایسا سمجھے کہ میری بائین پہلو کا
گناہ دور ہوگیا (یجروید ی سندھیا اپاسنا صـ۱۹) اس تشریح کے مطابق اگمرشن
کی جو حالت ہے ظاہر ہے، رہی سوامی جی کی تشریح سو وہ ایسی ہی کہ سمجھ سے باہر ہے
وہ کہتے ہین کہ اگمرشن یعنے گناہ کی خواہش نہ کرنے مین نہین سمجھتا کہ گناہ کی خواہش
نہ کرنا جو ایک منفی حقیقت رکھتا ہے عمل اور رکن کیونکر بنایا گیا ہے، بجز اسکے اور کیا کہا جاتا ہے
کہ کسی ضرورت سے ایسی بے معنے تاویل کی ایجاد کی ہے
پوری بحث کا حاصل یہ ہے کہ سندھیا کے اکثر ارکان یا تو عبادت کے نقطۂ خیال سے

ہمارا یہ الزام کہ وہ بیکار چیز ہے قائم رہے گا یا یہ مانئے کہ روحانی افعال بھی با اثر ہوتے ہین اُس وقت اُستتی پر سے الزام اُٹھ جائے گا مگر معافی گناہ پر بھی یہ الزام ضرور رہے گا کیونکہ توبہ اگرچہ روحانی فعل مگر وہ آثر مغفرت پیدا کرنے کی صلاحیت ضرور رکھتا ہے سماج کو شاید استتی اور توبہ کی یکسانیت مین گفتگو ہو کیونکہ توبہ مین ایک بات زیادہ ہے لیکن یہ فرق اصل مقصد (با اثر ہونا) مین کچھ ہرج نہین ڈال سکتا - ہم بحث کو طول دینا نہین چاہتے آپ آخری بحث یہ کرتے ہین کہ سماج کو یہان گفتگو ہو تو ہو پرارتھنا اور توبہ کی یکسانیت مین تو گفتگو نہین ہو سکتی جبکہ پرارتھنا مین بھی کمزوریون کا اعتراف اور خدا کے رحم و کرم کی التجا داخل ہے جو بعینہ توبہ ہے چنانچہ ہم شہادت کے لیے ذیل مین ایک پرارتھنا نقل کیے دیتے ہین ،جسکو سوامی جی نے یجروید ادھیائے تیس نمبر ۳ کے حوالہ سے اپنی تصنیف رگوید بھومکا مین ترجمہ کا لباس پہنا کر مندرج فرمایا ہے "اے تمام راحتون کے بخشنے والے ،اے تمام دنیا کے پیدا کرنے والے ،ہمارے تمام دکھون اور عیبون کو دور کیجئے اور ہمین سچی بہبودی (کلیان) یعنی سب دکھون سے آزادی اور سچے علوم کے حصول سے دنیوی سُکھ اور موکش (نجات) کا آنند اپنی عنایت بیغایت سے عطا کیجیے" ،رگوید بھومکا صہ۳ یہان اگر تمام دکھون اور عیبون کے لفظ مین بچاؤ کی کچھ گنجایش ہو تو ایک دوسری پرارتھنا اس گنجائش کو بالکل باقی نہین رہنے دیتی - وہ پرارتھنا وہ ہے جسکو سوامی جی نے دیباچہ کتاب مین اپنی طرف سے ایشور سے

نوٹ شاید یہان یہ فرق بیان کیا جاوے کہ توبہ مین ایک گذشتہ عمل (گناہ) کا بلا عوض چھوٹ جانا لازم آتا ہے استتی وغیرہ مین ایسا نہین ہوتا بلکہ یہ کہ اس کا عوض ملتا ہے ہم یہ کہینگے کہ گناہ کی معافی کا جو توبہ سے حاصل ہوتی ہے یہ مطلب نہین ہے کہ گناہ سے بلا عوض درگذر ہو جاتا ہے بلکہ یہ کہ توبہ کے اثر سے ایک نیا قوی اثر روح مین پیدا ہوتا ہے اس اثر کے مقابلے مین گناہ کا پچھلا اثر بالکل مضمحل ہو جاتا ہے اور اسکی تکلیف اس بڑے آرام کے مقابلہ مین محسوس نہین ہوتی اسکا قرین قیاس ہونا رنج و خوشی کے عام معاملات سے اچھی طرح ثابت ہو سکتا ہے

خیر اس اعتراض کا جواب ہو نہو۔ ہم جو خاص بات کہنی چاہتے ہین وہ زیادہ توجہ کے قابل ہو اور وہی اس بحث کی جان ہو، تمہید کے سلسلہ مین عبادت کا جو مقصد بیان کیا گیا ہو اگر اس روشنی مین اگنی ہوتر کا مطالعہ کیا جائے تو بہت جلد یہ نتیجہ برآمد ہو سکتا ہو کہ وہ سرے سے عبادت ہی نہین ہو آسان اور مشکل ہونا تو دوسرے درجے کی بحث ہو

عبادت کا خاص مقصد کیا ہو، تم پہلے پڑھ آئے ہو کہ خدا اور بندہ کے تعلق کا اظہا ظاہر ہے کہ جو عبادت اس مقصد کو واضح طور پر پورا کرتی ہو وہی حقیقی عبادت ہے، جو ایسی نہین ہو وہ عبادت کی صرف ظاہری شکل ہو، حقیقت مین خدا جانے کیا ہے، کیا اگنی ہوتر کا مقصد یہ ہے، یہ سوال اُس معیار سے حل ہو سکتا ہو جو اس مقصد کے ہونے نہ ہونے کی جانچ کے لئے مقرر ہوا ہو اور جس سے سندھیا مین کام بھی لیا گیا ہو وہ معیار یہ ہو کہ جس عبادت کی جانچ منظور ہو اُسکے ارکان اور اجزا کو دیکھو کہ وہ بلا تاویل سادے طور سے اس مقصد پر دلالت کرتے ہین یا نہین۔ پہلی صورت مین عبادت کا اس مقصد کیلئے موضوع ہونا ثابت ہوگا۔ اور دوسری صورت مین یہ ثابت ہوگا کہ معاملہ برعکس ہو۔

اس قاعدہ کی رو سے پہلے اگنی ہوتر کے ارکان کا مطالعہ کرنا چاہیے کہ وہ خود کیا کہہ رہے ہین، اگنی ہوتر کے (اختصاراً) دو جز فرض کرو ایک آہوتی دینا یعنے گھی وغیرہ چمچے مین رکھ کر آگ مین ڈالنا، دوسرا، منتر جپ کرنا۔ پہلا جز بے ساختہ طور پر جس مقصد کی طرف اشارہ کر رہا ہو وہ پرانے ہندوؤن کے اس عقیدہ سے سمجھ مین آسکتا ہے جو اس رسم سے متعلق ہو بلکہ وہی اس رسم کی بنیاد ہے، پرانے ہندو لوگ پانی کی طرح آگ کو بھی دیوتا یعنے ایک چھوٹا سا خدا سمجھتے تھے اس بنیاد پر وہ خیال کرتے تھے کہ نرا کار پرمیشور کی طرح آگ کی پوجا بھی ایک فرض ہے، آگ کی پوجا

ٹھیک نہین ہین، یعنی ان مین عبادت کی اصلی غرض کا لحاظ بالکل نہین یا پرانے خیال کے مطابق وہ سراسر توہمات وشرک سے آلودہ ہے لہذا ستدھیاکوئی صحیح عبادت نہین ہے جوانسانون کو روحانیت کا فائدہ دیسکے ۔

ویدک دھرم کی پہلی عبادت یعنے سندھیا کا ریویو ختم ہوچکا اب دوسری عبادت اگنی ہوتر منتظر تنقید پبلک کے روبرو لائی جاتی ہے، ہم دعا کرتے ہین کہ خدا ہمکو سچائی اور انصاف کی ہدایت کرے اور ناظرین کو غور وبے تعصبی کی،

اگنی ہوتر کا ان فرائض مین ہونا جنمین سارے انسان برابر کے شریک ہین پہلے معلوم ہوچکا ہے، اگر اسی خیال کے پہلو بپہلو اس عبادت کے ضروری مصارف کا بجٹ ملاحظہ کیا جاے تو یہ عجیب منظر آنکھون کے سامنے آجاتا ہے کہ ایک غریب مزدور دو آنے روز کا کمانیوالا ہے مگر اگنی ہوتر کا فرض اسکو روزانہ کم ازکم چار آنے قرض لیکے ادا کرنے کی تکلیف دے رہا ہے ۔

تم غور کرو کہ یہ عبادت کہان تک عام اور عالمگیر عبادت ہوسکتی ہے، یہ عام اعتراض ہے جو مسلمانون کی طرف سے اکثر پیش کیا گیا ہے ہم کو بالکل نہین معلوم کہ سماجی حلقہ مین اس سوبریت کی کیا تجویز سوچی گئی ہے ۔

شاید عبادات کی کوئی نئی ترکیب گڑھی ہو تو ہم اُسے دوبارہ سننا چاہتے ہین، امید کہ سماج تھوڑی سی تکلیف اُٹھا کر ہمکو اپنے خیالات سے مطلع ہونیکا موقع دیگا۔ مگر مہربانی کرکے اس ترکیب کی تائید ویدون سے ضرور کی جائے ورنہ ہم کو ان خیالات کے قبول کرنے مین پس وپیش ہوگا کیونکہ وہ ذاتی رائین ہونگی نہ

نوٹ کاش اگنی ہوتر زکوٰۃ کے مثل مشروط عبادت ہوتی تو کچھ مضائقہ نہ تھا مگر جو کچھ معلوم ہوسکا وہ یہ ہے کہ یہ ہر ایک انسان پر یکسان فرض ہے سمجھ مین نہین آتا کہ ایک شخص جسکو پیٹ بھرنے کا سامان میسر نہین ہے اسکو محکمہ حفظان صحت کے نازک فرائض ادا کرنے کی تکلیف کیون دیجاتی ہے ۔

ہین نہ محض کسب معاش کے ذرائع اسلئے کہ یہ جیسے مدار زندگی ہین ویسے ہی مفید
صحت بھی ہین یہ نہون تو آدمی افلاس ومفلوک الحالی کی بیماری مین مبتلا ہوکر نڈھال
ہوجائے، غالباً سماج ان چیزون کو عبادت ماننے کیلئے تیار نہین ہی پس وہ کیونکر ہوا کی
صفائی کو محض حفظ صحت سے متعلق ہونیکے باعث عبادت قرار دے سکتا ہی شاید
وہ یہ عذر کرے کہ ہون کے ساتھ وید کے منترون کا بھی ضمیمہ ہوتا ہی جس سے اور
چیزین خالی ہوتی ہین، ہم کہتے ہین کہ اس سے اگر ثابت ہوگا تو منترون کے جپ
(ورد) کا عبادت ہونا جو اگنی ہوتر کا دوسرا جزء ہے مگر پہلا جزء یعنے آتش بازی تو بدستور
طبی نسخے کی حیثیت پر قایم رہا، خود عبادت نہ ثابت ہوسکا۔ حالانکہ اصل بحث خود
اسکے عبادت ہونے نہ ہونے مین تھی، نیز اگر اسی ضمیمہ کی کسر ہی تو سماج کو ماننا پڑے گا
کہ جتنی چیزین اوپر گنائی گئی ہین اگر وہ منترون سے شروع کیجائین تو وہ بھی عبادت
ہونگی اور یہ مشکل ہی پس ہون کا مفید ہونا دو باتون پر موقوف ہی ایک یہ کہ اس بستی
کے کُل یا اکثر باشندے ہندو ہون اور مذہب کے پابند ہنود ہون دوسرے یہ کہ وہ بستی
تمام گندگیون سے پاک وصاف ہو، گویا ان دونون باتون کے بغیر ہون کرنے سے
تضیع وقت وسرمایہ کے سوا اور کوئی فائدہ ممکن نہین اب اگر آریون کا یہ دعوے سچ ہے
کہ ہون کی فرضیت اُسکے مفید ہونے پر قائم ہے تو ہمین یہ نتیجہ نکالے بغیر نہین رہ سکتا
کہ جبتک ان دونون باتون کا اجتماع نہ ہو کسی پر ہون فرض نہین ہی۔ یہ مسئلہ بھی
نہایت واضح ہی کہ موجودہ زمانہ مین اکثر مقامات ان دونون باتون سے خالی ہین
پس آجکل کے زمانہ مین بہت کم جگہین ایسی ہونگی جہان "ہون" فرض ہو، کاش یہی
فیصلہ ویدا صول مین مذکور ہوتا، مگر افسوس ایسا نہین ہی جس سے ویدک دھرم پر نافہمی کا
ایک دردناک الزام عائد ہوتا ہی ہم بھولی تمنا رکھتے ہین کہ ویدک دھرم اس الزام سے
پاک ثابت کیا جائے، ہم اس مین ایک خاص رائے رکھتے ہین جو اگر مان لیجائے تو

کی مختلف صورتین ہو سکتی تھین مگر اُن مین جو صورت انکو پسند آئی وہ یہ تھی کہ خوشبودار
اور روغن چیزین آگ کو نذر دیجاوین اور ساتھہی ساتھہ اسکی حمد و ثنا کے منتر بھی جپ
کیئے جاوین تاکہ وہ اس عاجزانہ خوشامد سے انکی حقیر نذرانہ کو قبول بھی کر لے، اگر اس
عقیدہ کو سامنے رکھ کر اگنی ہوتر کا پہلا جزو دیکھا جاوے تو بے ساختہ طور پر معلوم
ہوتا ہی کہ اس کا مقصد فقط آگ کو بھینٹ چڑھانا ہی اور کچھ نہین - رہا وہ مقصد جسکو سوامی جی
پھیلانا چاہتے ہین وہ بھی گو تاویل کی مدد سے چسپان ہو گا مگر بیسا نختگی اس سے برابر انکار ہی کریگی -
دیکھو سوامی جی کے نزدیک اسکا مقصد ہوا کو صاف کرنا ہے اگر ڈاکٹری کی کسی
کتاب مین حفظ صحت کے موضوع پر یہ ترکیب لکھی ہوئی ہوتی تو ہم اسکو ایک نسخہ
سمجھکر چون و چرا تسلیم کر لیتے کہ اس کا مقصد وہی ہی جو سوامی صاحب بتا رہی ہین
مگر مشکل یہ ہی کہ یہ عمل ایک الہامی کتاب مین عبادت کے موضوع پر پیش کیا جاتا ہی
جس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ اس عمل کو بحیثیت جزو عبادت ہونے کے روحانیت
اور اظہار عبودیت سے متعلق ہونا چاہیئے اور یہ خیال سوامی جی کے سوچے ہوئے مقصد کو
مشتبہ کر دیتا ہی کیونکہ ہوا کی صفائی کو محکمہ حفظان صحت سے تعلق ہی نہ شعبہ روحانیت
سے اگر یون کھینچ تان کیجائے کہ ہوا کی صفائی کو حفظ صحت سے تعلق ہی اور صحت کو
روحانی ریاضتون اور عبادتون مین دخل ہی، اس حیثیت سے وہ خود عبادت ہی
یا اس حیثیت سے عبادت ہی کہ صحت و تندرستی خدا کا شکریہ ادا کرنے کا ایک
ذریعہ ہی تو غالبًا انسان کا ہر مفید کام اور خصوصًا وہ جسکو حفظان صحت سے کسی قدر
بھی تعلق ہی عبادت مین داخل ہو گا ملکہ عبادت اور دوسرے دنیاوی کامون مین کوئی
مابہ الامتیاز فرق ہی نہ رہ جائے گا - جمناسٹک، کرکیٹ، فٹ بال، کشتی، مگدر بازی
وغیرہ خالص عبادتین ہونگی نہ محض کھیل اور جسمانی ورزشین کیونکہ ان سے صحت پر عمدہ
اثر پڑنیکے بیشمار تجربات کئے جاچکے ہین. صنعت، تجارت، حرفت فلاحت وغیرہ بھی عبادت

وشام ہی کو گندگیان زیادہ ہو جاتی ہین دوسرے اوقات مین نہین ہوتی ہین -

کاش ان اوقات کی تعین مین جو غلطی کی گئی تھی اسی کو کافی سمجھکر خاموشی اختیار کیجاتی مگر ہمکو دلی رنج وافسوس ہو کہ آریہ سماج کے کسی معمولی ممبر نے نہین بلکہ اسکے بانی خود دیانند جی نے ہی تعین اوقات کی فلاسفی بیان کرکے ایک دوسری غلطی کا اعلان فرمایا ہو، وہ فرماتے ہین سندھیا اور اگنی ہوتر صبح وشام دو ہی وقت مین کرے . رات اور دن کے ملنے کے دو ہی وقت ہین تیسرا کوئی نہین، ستیارتھ پرکاش صہ۴۵ -

خود سمجھو اور ہمکو بتلاؤ کہ اس فلاسفی سے اور ہون کے اصل مقصد سے کیا تعلق ہے ہم نے مانا کہ صبح وشام مین یہ بڑا نکتہ ہے کہ یہان دن اور رات کا ملاپ ہوتا ہو مگر دیکھنا یہ ہو کہ ہون کی غرض کو ان اوقات سے کوئی خصوصیت ہو یا نہین، نہ ہونا ظاہر ہے پھر ان مین ایک نہین سو ملاپ ہوا کرے انکی تعین لغو ہی ہو گی مفید نہ ہو گی -

اگر یہی بے قاعدگی اور بے ربطی مقبول ہو تو ایک شخص دو پہر دن اور آدھی رات کے اوقات کو تجویز کرتا ہو - اور وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ یہ اوقات دن اور رات کے ٹھیک وسط مین واقع ہین کوئی تیسرا وقت ایسا نہین ہو، آریہ اسکو کیا جواب دینگے ہم اپنے فلسفہ پرست دوستون کو صلاح دیتے ہین کہ وہ ہر جگہ جا و بیجا فلاسفی گھڑ گھڑ کر مذہب کی وقعت پر خاک نہ ڈالین ورنہ ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند
سعدی از دست خویشتن فریاد

پوری بحث کا حاصل یہ ہو کہ اگنی ہوتر کے پہلے حصہ کا وہ مقصد جسکو سوامی جی بیان فرماتے ہین محض بناوٹی اور غلط ہے اگر صحیح بھی مان لیا جاوے تو عبادت کے نقطہ خیال سے عبادت کا رکن نہین بن سکتا ورنہ اصل عبادت یعنے اگنی ہوتر ہی عبادت سے خارج ہوا جاتا ہے - البتہ سناتن دھرم فرقہ کے اس کا جو مقصد بیان

غالبًا ہون کی فرضیت کا مسئلہ نہایت آسانی سے طے ہوسکتا ہی، وہ یہ کہ ہون سے پیشتر اور قسم کی صفائیان جن سے ہوا کی پاکیزگی کو اصولاً تعلق ہے فرض عبادتین قرار دیجاتین اور ہون سے زیادہ زور اُن پر ڈالا جائے، پھر دوسرا فرض آریون کے یہ رکھا جائے کہ وہ جہان رہین خود ہی خود رہین ایسی بستیان جن مین دوسری قومون کی آبادی زیادہ ہو یا تو ان اجنبی قومون سے خالی کرالی جائین یا وہان کے آریہ باشندے ترک وطن کر کے ایسی جگہ سکونت اختیار کرین جہان خود ان کا عنصر قوی اور زائد ہو، اگر یہ دو باتین فرائض اولین مین شامل کر لی جاوین جب تو ہون کی فرضیت مین کچھ دقتین نہین رہ جاتین، مگر افسوس ہی کہ اس رائے کو تسلیم کرنیکی امید کم ہے کیونکہ ویدک تعلیمات کی فہرست مین اس رائے کا کہین پتہ نہین ہی۔

اس سلسلہ مین دوسرا سوال یہ ہی کہ جن مقامات کی ہوائین نیچرل طور پر صاف اور پاکیزہ ہین جیسے سبزہ زارون اور کہسارون کی ہوائین ہوتی ہین کیا وہان بھی ہوا کو صاف کرنیکی ضرورت باقی ہی، اور ہون کے گرم مصالحہ کا میل جول اس نیچرل صفائی اور پاکیزگی مین ترقی دینے کی قابلیت رکھتا ہی اگر یہ تجویز ان سلیم الحواس لوگون کے سامنے پیش کیجائے جو ایسے مقامات مین خاموش زندگی بسر کرنیکے عادی ہین تو میرے خیال مین وہ اسکے تصور سے وحشت کرنے لگین گے عملدرآمد تو ٹیڑھی کھیر ہے۔ پھر ہم نہین سمجھ سکتے کہ جو شخص ایسے مقامات مین زندگی بسر کرے وہ ہون کا بوجھ اُٹھانے والون مین کیون شریک کیا جاتا ہی۔

تیسرا سوال اوقات سے متعلق ہی یعنے یہ کہ جب ہون، تصفیہ ہوا کی غرض سے مقرر کیا گیا ہی تو صبح و شام کی تعیین فضول ہی، اوقات مین آزادی ہونی چاہیے کہ انسان جس وقت ہوا مین زیادہ گندگی دیکھے اسی وقت ہوا کو صاف کرنے کیلیے ہون کرے خواہ وہ دوپہر دن کا وقت ہو خواہ دوپہر رات کا۔ یہ تو کسی نے ٹھیکہ لیا نہین ہے کہ صبح

پھلا فائدہ یا پہلا مقصد یعنی دہون کے فوائد کا ظاہر ہونا۔ اصل مضمون کے لیے عملاً کچھ مفید نہین کیونکہ ہون کرتے وقت خواہ اسکے فوائد کی کتابین رٹتے رہین یا چپ بیٹھے رہین ہون کے ذاتی اثر کا جو منشا ہے۔ اتنا ہو کر رہے گا، ہان خیالی طور پر مفید ہو تو ممکن ہو مگر خیالی طور پر مفید ہونے کا تو مطلب یہ ہے کہ ہم اسکے تخیل سے روحانی طور پر ترقی کر سکین یہ ظاہر ہو کہ ایسی چیز جس کا تخیل ہماری روحانی ترقیات کا ذریعہ بن سکے خدا ہو اور بس، پس کسی مخلوق مثلاً آگ یا اوسکے فوائد کا تخیل ہماری روحانیت کو فائدہ نہین پہونچا سکتا ہان اس لحاظ سے کہ اُسکے اندر مخلوق پرستی کا ڈائنامیٹ پوشیدہ ہے روحانیت کو صدمہ پہونچائے تو عجب نہین، دوسرا سوال یہ ہو کہ ہوا کی صفائی کے اور بھی بہتیرے طریقے ڈاکٹرے مین بیان کئے گئے ہین کیا وجہ ہے کہ ویدون نے اُن طریقون کو عبادت کے سلسلہ مین داخل نہین کیا حالانکہ اگر وہ طریقے ہون سے کم بھی مفید ہون (جو بحث طلب ہے)، تو بھی عبادتون مین داخل ہونیکے قابل ضرور رہتے گو چھوٹی عبادتین سہی، بلکہ سب صورتون کو بیان کرنے مین یہ آسانی ہوتی کہ جو جس فرض کے لائق ہوتا اُسکو بلا دقت انجام دیتا ورنہ بہتیرے ایسے مواقع ہین جہان گھی، گرم مصالح یا بعض دوسری چیزین نہ مل سکین، مگر دوسری صورتین ممکن ہون۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ مانا ہون سے ہوا صاف ہوتی ہے ہوا کی

نوٹ ڈاکٹری شہادت، چونکہ ہوا مین بہت خارجی اشیا شامل ہو کر اسکو خراب کر دیتی ہین اسواسطے علاوہ، وینٹی لیشن (آمد و رفت) کے اور بھی چند کیماوی ترکیبون سے اس خرابی کو دور کیا جاتا ہے ... اول خشک چیزین مثلاً خشک مٹی چونہ کوئلہ اس کیلئے مستعمل لیکن ان سب مین حیوانی کوئلہ بہتر ہے اگر لکڑی کا کوئلہ استعمال کیا جاوے تو اسکو بیکر رکھنا چاہیے سیال چیزون مین کانڈیز سولیوشن اور کلورائیڈ آف زنک سب سے عمدہ دافع عفونت ہین جنکو پیالہ مین بھر کر مکان مین رکھتے ہین یا اُن مین کپڑا بھگوا کر اس جگہ پھیلا دیتے ہین۔ پراکٹس آف میڈیسن ص ۲۱۰

کیا ہو وہ اس کے لیے نہایت موزون ہو مگر چونکہ اس مقصد کی بنیاد شرک ہو اس
لحاظ سے وہ خود غلط ہو اور اسکے واسطہ سے اصل اگنی ہوتر بھی غلط ٹھہرتا ہے
اس حصہ پر بہت کچھ لکھا گیا اور اب بھی بہت کچھ لکھنا باقی ہو مگر طوالت قلم
روکتی ہو اور دوسرا حصہ تنقید کا مشتاق بیٹھا ہو نا چار یہ سلسلہ ختم کیا جاتا ہے اور
دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہو۔

دوسرا حصہ (منترون کا جپ (ورد) ہو اگر اس کو بھی پہلے حصہ کی طرح ہنود
کے قدیم عقیدہ سے ملاکر دیکھا جائے تو اُسکی بدیہی اور بیساختہ غرض اگنی کی تعریف
کرنا معلوم ہوتی ہو، گویا اس نقشہ کے بموجب اگنی ہوتر ذیل کے دو جزون سے
مرکب ٹھہریگا ایک اگنی کا نذرانہ، دوسرا اگنی کی تعریف' اس طرح اگنی ہوتر کی حقیقت
کافی روشنی مین آجاتی ہو اور بے شبہہ یقین ہو جاتا ہو کہ ویدک دھرم کی سب سے بڑی عبادت
مخلوق پرستی کی زہریلی وبا پھیلانے کا سب سے بڑا آلہ ہے۔

سوامی جی نے اس جز کے لیے جو مقصد تراش کر کھڑا کیا ہو اس پر پہلے ہی بحث
ہو چکی ہو اب پھر صاف صاف سُن لیجیے سوامی جی اس کا اصل مقصد ان الفاظ
مین ظاہر فرماتے ہین "منترون میں وہ ہدایت موجود ہے کہ جس سے ہوم کرنے کے
فوائد ظاہر ہو جاوین اور بوجہ دہرائے جانے کے منتر حفظ رہین ویدون کا پڑھنا
پڑھانا اور اُن کی حفاظت بھی ہوسکیا رتھ پرکاش ص۴۶"

اس عبارت مین دو فائدہ یا دو مقصد مذکور ہین، دوسرا فائدہ یا مقصد
یعنی منترون کا حفظ اگنی ہوتر کی اصلی غرض (تصفیہ ہوا) سے کچھ تعلق نہین رکھتا
لیس اسکو اگنی ہوتر کے کسی رکن کا فائدہ کہنا گویا یہ دکھاتا ہو کہ اگنی ہوتر کا خود ایک
رکن اسکی غرض سے بالکل بے تعلق ہو اور یون اگنی ہوتر چند متعلق اور ایک غیر متعلق
باتون کا مجموعہ ہے

ہم یہ مانتے ہین کہ ہون مین ایسے اجزا ہین جو ہوا کو صاف کر سکتے ہین مگر سوال یہ ہے کہ ہون کی وہ مقدار جو بالکل تھوڑیسی ہے ہوا کے کسقدر حصّہ کو صاف کر سکتی ہے اور صفائی کتنی دیر تک قایم رہ سکتی ہے دوسری خراب گندگیان اور لاتعداد آتشین جن سے شہر بھر کی ہوا خراب اور گندہ ہو رہی ہے ہون کی معمولی مقدار سے ہرگز دور نہین ہو سکتین پس کرہ ہوا جو اس شہر سے متعلق ہے صوبون کے نسخہ سے کبھی پاک وصاف نہین ہو سکتا، جب یہ نہین ہے تو گھر کے آنگن کی ہوا ایک دو منٹ تک درست رہے تو رہے مگر ہوا کا ایک ہی جھونکا کسی دوسرے سمت سے آکر فوراً ہوا کو گندہ بنا دیگا، اور اس بیچارہ کی محنت بالکل ضائع جائیگی اسکی فضولیت اس صورت مین اور زیادہ صاف ہو جاتی ہے جبکہ ایک گاؤن مین دو ہی ایک گھر ہندؤن کے ہون باقی سب مسلمان وعیسائی ہون، اس صورت مین ایک بیچارہ ہندو ہون کرکے کیا بنا لے گا جب گا ؤنکا گاؤن ہون کی برکات سے محروم رہ کر کرۂ ہوا کو ناپاک بنا رہا ہے۔ غرض کہ دوسرے حصّہ کا وہ مقصد جسکو سوامی جی تجویز کرتے ہین مصنوعی اور غلط ہے، حاصل یہ کہ اگنی جو کو اگر پُرانے اور بُڈھے ہاتھون (خیالات) سے تھامنا چاہو تو وہ مخلوق پرستی کے آتشین گڈھے کی طرف جھکتا ہے، اگر نئے اور توانا ہاتھون سے سنبھالو تو وہ مکڑی کے جالون کی طرح بے حقیقت اور نمود محض ثابت ہو کر اپنی پرانی اور کمزور ہستی کو بھی خیرباد کہتا ہے۔

یہان مقدّس مسیح کی وہ تمثیل بہت ٹھیک اترتی ہے جو گھر ریت پر بنایا جاتا ہے پانی اور ہوا کے جھوکون سے گرجاتا اور بالکل برباد ہو جاتا ہے (متی ۷۔ ۲۷-)

ویدک دھرم مین دو عبادتین جنکو فرضیت عامہ کی معراج حاصل ہے بڑے مرتبون کی عبادتین تھین مگر ان کا جو حشر ہوا وہ ان صفحات پر نظر آرہا ہے

صفائی کو حفظ صحت مین دخل ہے اور حفظ صحت نہایت ضروری چیز ہے ،
لیکن اگر حفظ صحت کا ضروری ہونا ہی اسکے ذرائع (مثلاً ہون) کو عبادت
مین داخل کرتا ہی تو ہمارے خیال مین بقاء زندگی جو حفظ صحت سے بھی زیادہ
ضروری ہے اُسکے ذرائع عبادات مین داخل ہونیکے زیادہ مستحق ہین پس اگنی ہوتر سے زیادہ
ام الصنائع کسانی کو فضیلت ہونی چاہیے ، اور کیا عجب ہے کہ اسی نکتہ کی وجہ سے ہندؤن
مین اَنّ پوجا (غلہ کی پوجا) کی رسم قایم ہوئی ہو جو ابتک موجود ہی ، مگر افسوس ہی
کہ ویدون کے دربار گھر بار مین اسکی جگہ ہون کو دیجاتی ہی اور قانونِ منزلت شناسی
کو ایک لمحہ کیلیئے نظر اعتبار سے نہین دیکھا جاتا

چوتھا سوال یہ ہی کہ ان منترون کو جو ہون کے وقت پڑھے جاتے ہین ہون
کی تاثیرات مین کچھ دخل ہے یا (یعنی ان کے نہ پڑھنے سے ہوا کی صفائی رک
جائیگی یا کم ہو جائیگی) نہین پہلی صورت کی غلطی تو واضح ہے کیونکہ الفاظ کو طبعی اشیاء کے خواص
مین کیا دخل ، ہم وید پڑھین یا نہ پڑھین آگ ہوا کی رطوبت کو ضرور خشک کریگی ،
اسی پر اور چیزون کو قیاس کر لو ۔

دوسری صورت ٹھیک ہی مگر اس صورت مین اصل مقصود (صفائی ہوا) کیلیئے
منتر فضول ٹھہرتے ہین) رہا منترون کا یہ فائدہ کہ وید یاد رہے (جیساکہ سوامی جی
نے لکھا ہی) تو وہ اصلی مقصد سے کوئی تعلق نہین رکھتا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگنی ہوتر در حقیقت
ڈاکٹری عمل ہی عمل رہ جائے گا ۔ خدا ، خدا کے کلام اور روح سے کوئی بحث
نہ ہوگی حالانکہ یہی باتین عبادت کی جان ہین ،

ابتک سوالات اس حیثیت سے کہ ہون کو عبادت سے تعلق ہے قایم کیے
گئے تھے مگر اب وہ سوالات کئے جاتے ہین جو اس حیثیت سے بالکل جُدا ہین ،
اور ان مین یہ حیثیت محفوظ ہوگی کہ ہون کو خود (اپنے مقصد) سے کیا تعلق ہے

میری تمہید کا مطالعہ کرنا لازم ہے تاکہ وہ نہایت سادگی اور خلو ذہن کی نظر سے دیکھ سکے کہ ریگستان عرب کی سادہ نماز آیا اس قابل ہے کہ یونی ورسل آرڈر (عالمگیر اور مشہور طریقہ) کا نشان فتح ہاتھ مین لیکر بڑی بڑی مہذب جگہون کی فلسفیانہ عبادتون کو معرکۂ تحقیق مین داغ شکست لگا سکے یا معاملہ برعکس ہے تمہید مذکور سے نماز کو جانچنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو سندھیا وغیرہ کی جانچ کا تھا یعنی یہ کہ اسکا ہر ہر رکن دیکھ لیا جائے کہ وہ سادگی کے ساتھ کس مقصد پر دلالت کرتا ہے

نماز کا پہلا رکن خارجی وضو ہے وضو مین کیا ہوتا ہے ہاتھ پاؤن و منھ دھوئے جاتے ہین ناک صاف کیجاتی ہے سر کے چوتھائی بال خواہ پورے تر ہاتھون سے مسح کئے جاتے ہین ان تمام باتون کا کھلا ہوا مقصد بدن کے اس حصہ کی طہارت و بشاشت ہے جو اکثر گرد و غبار سے یا نجاست سے آلودہ رہتا ہے، یا کم از کم پژمردہ اور سست ہوجاتا ہے پس وضو جو ان چند باتون کا مجموعہ ہے، صفائی کے ساتھ جس مقصد پر دلالت کرتا ہے وہ نہایت سادہ مقبول عام، اور عبادت کا لازمی جزء ہے، مین خیال کرتا ہون کہ وضو کے اس مقصد کو بہتر ماننے مین بھی کسی کو کچھ تامل نہ ہوگا۔ ہان اس موقع پر جو خیال پیدا ہوسکتا ہے وہ یہ ہے کہ مارجن و آچمن جو سندھیا کے ارکان ہین، وضو سے مشابہت رکھتے ہین اور اُن کا صاف مقصد جو سوامی دیانند صاحب نے بیان کیا ہے، وہی ہے جو وضو کا ہے پھر ان مین اور وضو مین کیون تفریق کیجاتی ہے جس سے ایک مقبول اور دوسرا مسترد مانا جاتا ہے یہ خیال میری گذشتہ تقریر پر غور نہ کرنے سے پیدا ہوگا ورنہ مین پہلے دکھا چکا ہون کہ سوامی دیانند کے تجویز کئے ہوئے مقاصد اسلیے قابل قبول نہین ہین کہ وہ دور از کار فلاسفیو نیز مبنی ہین یا خود دور از کار باتین ہین۔

اگر وضو کی طرح آچمن وغیرہ کا مقصد بھی ظاہری یا مادہ طہارت ہوتی تو

رہین فرعی عبادتین یا جو بعضون پر فرض ہین اور بعضون پر نہین وہ خود ویدوالون کے ہان زیادہ اہمیت نہین رکھتین لہذا ہم بھی اُنھین کوئی اہمیت دینی نہین چاہتے اور ویدک عبادتون کی بحث کو بالکل ختم کئے دیتے ہین۔

یہ رسالہ اسلام و ویدک دھرم کی عبادت مین موازنہ کرنا اپنا مقصد رکھتا ہے چنانچہ اسی لحاظ سے ویدک عبادات کے ساتھ ساتھ اسلامی عبادات کا ایک مستقل باب ہدیۂ ناظرین کیا گیا تھا۔ اب یہی لحاظ ہمکو اس ضرورت پر مائل کرتا ہے کہ ویدک عبادات کے پہلو بہ پہلو اسلامی عبادات کو بھی نگاہ تنقید سے دیکھین اور جانچین، گو وہ تنقید جس کو شروع کرینگے یہ تمہید اُٹھائی گئی ہے بالکل پُرانی اور بے لطف ہوگی۔ کیونکہ یہ مسئلہ عرصہ دراز سے اہل مذاہب کا رزمگاہ قلم رہ چکا ہے تاہم ایک جج اپنا فرض ادا کرنے کو اس بحث سے زیادہ ضروری سمجھتا ہے کہ اس نے جو کچھ کہا ہے وہ تماشائیون کی نگاہ مین نئی اور پر لطف چیز ہے یا کہنہ اور بے لطف،

(نماز) اسلام مین سب سے پہلی اور بڑی چیز نماز ہے، اسکی خوبیان جو مسلمانون کی قلم سے ادا کی گئی ہین اُن کا تو کچھ شمار نہین۔ غیر مذاہب کے بے تعصب لوگون نے اس مقدس عبادت کو جیسا سراہا ہے وہ اس کی بلندپایگی کی نہایت بین شہادتین ہین، مگر افسوس کہ موجودہ روش مناظرہ ہمکو اس بات کی اجازت نہین دیتی کہ اُن شہادتون کو پبلک سے روشناس کراکے کسی نتیجۂ خیر کی توقع کرین۔ ہم اس مفید اور اثر خیز طریقہ بحث سے دلی افسوس کے ساتھ کنارہ کشی کرتے ہوئے اعتراض و جواب کے اُسی خشک اور بے اثر راگ کا الاپ شروع کرتے ہین جو آجکل ہمارے ملک مین ہمارے زمانہ کے مذاہب کا مایۂ ناز رہ گیا ہے، نماز پر مخالفین کے اعتراضات کا جو انبار ہے اس کی زیارت کرنے سے پیشتر ہر ایک شخص کو دوبارہ

دونون اپنی اصل جگہہ مذکور ہونگے ، رہی نیت کی غرض سو وہ ظاہر ہے یعنے یہ کہ
عبادت ارادہ اور اہتمام سے شروع ہو نہ یہ کہ اضطراری طور پر بلا ارادہ کھڑے
ہو گئے اور لگے عبادت کرنے زبان سے نیت ادا کرنی ضروری نہین ہے دلکی نیت
کافی ہے پس یہ اعتراض بھی نہین ہوسکتا کہ ارادہ کے لیے الفاظ بولنا کیا ضروری ہین
(بقیہ ارکان تکبیر تحریمہ وغیرہ ارکان، باطنی حالات کے ظاہری عنوانات ہین
جو ہم جیسے مادی انسانون کو اپنی روحانی مشقون کے لیے نہایت ضروری ہین،
غالبًا ظاہری عنوانات کو مفید تسلیم کرنے مین آریہ سماج کو بھی پس و پیش نہ ہوگا
جیسا عیسائی یہودی زرتشتی مذہب والون کو نہین ہے ورنہ اس مذہب کی
زبانی دعائین (پرارتھنائین)، سندھیا کی ظاہری رسمین (پالتی مار کر بیٹھنا،
آنکھ اور ناک بند کرنا محض بیکار ٹھہرینگی، پس یہ امر علاوہ عقلی وجوہ کے نقلیات کی رو سے
بھی متفق علیہ اور مسلم ہے کہ روحانی باتون کو طے کرنے مین ظاہری افعال کو دخل ہے
اگر کوئی عبادت اس قسم کے ظاہری افعال پر مشتمل ہو جنکو روحانی گہرائیون سے
تعلق ہے تو نہ وہ ظاہری افعال قابل اعتراض ہین۔ نہ اُنکے واسطے سے خود اصل
عبادت پر کوئی خراب اثر پیدا ہوسکتا ہے۔

اگر یہ قاعدہ سچ ہے تو نماز کے ارکان کی نسبت صرف یہ دیکھنا ہمارا فرض
ہوگا کہ اُن کی تہ مین کوئی روحانی گہرائی موجود ہے یا وہ محض پوست ہی پوست
ہین اور مغز سے بالکل خالی ہین۔ ہم جب غور سے دیکھتے ہین تو ہر ایک رکن پر معنے
اور پر مغز نظر آتا ہے چنانچہ تکبیر تحریمہ کی روحانی غرض یہ ہے کہ ہم اپنی نماز
شروع کرنے سے پیشتر ہی خدا کو سب سے بڑا (اللہ اکبر) سمجھ کر صرف اُسی کو دل مین
رکھین اور باقی سب کو دل سے نکالدین۔ تکبیر تحریمہ کو اس مضمون سے جو مناسبت ہے
وہ اُسکے دونون ٹکڑون کو ملا کر غور کرنے سے معلوم ہوسکتی ہے، پہلا ٹکڑا اکا تو نیر

تو اعتراض نہ تھا، وہان تو ایک جگہہ بلغم و صفرا کا دفعیہ اسکا مقصد بیان کیا جاتا ہے
مگر مقدار اتنی کہ بلغم اور صفرا کو خبر تک نہ ہو، دوسری جگہہ سستی کا دفعیہ مگر اسکا
نسخہ صرف ناک سے مخصوص اور وہ بھی اس کم مقدار مین کہ سارا بدن تو سارا بدن
اس سے ناک کی سستی دور نہ ہو سکے، دوسرے یہ کہ اگر ان اعمال کا صرف اکیلا
وہی مقصد ہوتا جسکو سوامی دیانند بیان کرتے ہین تو قہراً جبراً تمام بحثون سے قطع
نظر کر کے مان لینا پڑتا کہ بیشک درصل ان اعمال کے یہی مقاصد ہین۔ خواہ وہ فی نفسہ
موزون ہون یا نہ ہون مگر جب ان کے پہلو بہ پہلو دوسرے مقاصد بھی موجود ہین
جو بہت قدیم اور ہنود کمیونٹی کے بہت بڑے حصہ کا دستورالعمل ہین نیز ایسی کمیونٹی
کے بعض عقائد کا لحاظ کیا جاوے تو وہ ان اعمال پر نہایت چسپان اور ان کے
لیے نہایت موزون نظر آتے ہین تو ایسی صورت مین سوامی جی کے مجوزہ
مقاصد کیونکر تسلیم کیئے جا سکتے ہین، وضو کی حالت بالکل اسکے برعکس ہے
نہ تو ان مقاصد کے مقابلہ مین جو اوپر بیان کیئے گئے ہین اور مقاصد پیشتر سے موجود ہین
نہ خود یہ مقاصد ایسے دور از فہم اور ناموزون ہین کہ اُن کے تسلیم مین کچھ پس و پیش
ہو سکے۔

(۱) نماز کا پہلا رکن داخلی نیت ہے، نیت کوئی قابل اعتراض بات نہین ہے
ہان سمت کعبہ کا خیال بظاہر کھٹکتا ہے مگر اس مین جو خلش ہے وہ اصل مین
قبلہ رخ کھڑے ہونے کے فعل پر ہے نیت مین جو خلش ہے وہ اسی کا ایک پرتو ہے
ورنہ اگر قبلہ رُخ کھڑا ہونا یعنے کعبہ کو نماز مین سمت بنانا قابل اعتراض فعل نہین ہے
تو اس کا تذکرہ کیون قابل اعتراض ہو سکتا ہے، پس ہمکو نیت کے بیان مین
اس خلش پر توجہ کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے، خلش اور اس کا جواب

نوٹ تم نے بیشتر پڑھا ہوگا کہ انگلیون کے کنارون پر جسقدر پانی چڑھ سکے اسکو مارجن کہا جاتا ہے۔ ۱۲

کل کائنات کے نام اور تصور سے پرہیز کیا جاوے کیونکہ یہ کہنا کہ خدا تو نے ہمکو پیدا کیا۔ آسمان و زمین بنائے، شرک ہوگا اسلئے کہ اس مین ہم، اور آسمان و زمین کا تذکرہ ہے، ہان اس صورت مین وہ ویدکی کل پرارتھنائین جو عبادت کا جزو لاینفک ہین شرک آلود ہنگئین۔ کیونکہ وہ سب کی سب ماسوائے اللہ کے تذکرے سے بھری پڑی ہین اور ان کے واسطون سے اسکی اصل عبادت بھی، پس شرک کی یہ تعریف غلط ہے صحیح یہ ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور چیز کو پرستش کی غرض سے یا اسکی جھوٹی عظمت ظاہر کرنیکی غرض سے ماننا یا اسکا تذکرہ کرنا شرک ہے ہمین نے عظمت کے ساتھ جھوٹی کی قید اسلیے بڑھائی ہی کہ اگر کسی چیز کی سچی عظمت کا ظاہر کرنا بھی شرک ہے تو غالبًا یہ کلام بھی کہ اے خدا تو نے سورج جیسی کامل روشنی اور آسمان جیسی کامل وسیع اور مضبوط چیز کو پیدا کیا شرک ہوگا حالانکہ ایسا نہین ہے،

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ نماز کی دعا مین آنحضرت صلعم اور حضرت ابراہیم کا تذکرہ کس انداز مین اور کس غرض سے ہے ظاہر ہے کہ ایک جگہ آنحضرت کا تذکرہ اس طور پر ہے کہ خدا کے اور بندون کے سلسلہ مین آپ کی سلامتی کی دعا کی گئی ہے (السلام علیک الخ) دوسری جگہ اللھم صل الخ حضرت ابراہیم کے ساتھ ساتھ آپ کے لئے اور آپکے پیرؤن کے لیے برکت مانگی جاتی ہے، کیا شرک کی تعریف کی رو سے اس قسم کے تذکرے شرک قرار پاسکتے ہین ہرگز نہین اور اگر یہ شرکت تو کیا وہ پرارتھنائین شرک نہ ہونگی جس مین نباتات جمادات انسان حیوان ہر قسم کی چیزون کا تذکرہ ہے۔

کیا اپنے ساتھ بزرگون کو دعا مین شریک کر لینا شرک ہے اے کاش لوگ غور کرتے تو انکو معلوم ہوجاتا کہ وہ جس چیز کو شرک کا منبع قرار دیتے ہین

ہاتھون کا رگھنا ہے، یہ عمل اکثر کسی بات سے بیزاری ظاہر کرنے کے لیے کیا جاتا ہے
پس اسکو اس مضمون سے کہ ہم نے سب کو دل سے نکال ڈالا کھلی ہوئی مناسبت
ہے، دوسرا ٹکڑا اللہ اکبر کہنا ہے جو نہایت صفائی سے خدا کی تنہا عظمت جلالت
پر دلالت کرتا ہے اور اس کا اثر بجز اسکے اور ہونا ہی نہین چاہیے کہ خدا تنہا
ہمارے دل مین ہے اب اگر ان دونون کو ملا کر دیکھو تو تکبیر تحریمہ کا عمل پورے
مضمون پر کس صفائی سے دلالت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

مین نے نمونہ کے طور پر ایک رکن کی روحانی مناسبت کو مشرّح کر دیا ہے
بقیہ ارکان کی روحانی مناسبتین مشہور بھی ہین اور اس نمونہ سے انکا سمجھنا
آسان بھی ہو گیا ہے اسلیئے بقیہ ارکان کی تشریحات کو چھوڑ کر اب اُن شکوک
کی طرف توجہ کرتا ہون جو بعض خاص ارکان سے تعلق رکھتے ہین۔

(۱) نماز کا ایک رکن قعدہ ہے اس مین جو دعا پڑھی جاتی ہے (التحیات للہ الخ
اس مین آنحضرت صلعم اور حضرت ابراہیم کے نام آتے ہین، لیکن عبادت مین
قطعی شرک ہے کیونکہ عبادت خدا کی خالص یاد ہے جس مین کسی دوسرے کا ذکر کرنا
خدا کی عظمت مین دوسرے کو شریک بنانا ہے اسی کو شرک کہتے ہین۔

بیشک یہ شبہہ خدا کی اعلیٰ تقدیس کی تمنا مین ڈوبا ہوا نکلا ہے مگر غور کرنا
یہ ہے کہ اسکا جذب وخلوص کسی خیال پر بیجا حملہ تو نہین کر رہا ہے، ہمکو یہ دیکھنا
چاہیے کہ کیا عبادت کے اندر خدا کے سوا کسی چیز کا مطلق تذکرہ خواہ کسی پیرایہ
مین ہو شرک مین داخل ہے، اگر یہ سچ ہے تو اول یہ سمجھ مین نہین آتا کہ ایسے
شرکون سے بچکر خدا کی یاد ہو کیونکر ہو سکتی ہے اور اس صورت مین عبادت
کا ڈھنگ کیا ہو گا، ہان یہ ڈھنگ ہو گا کہ عبادت مین صرف خدا، خدا
یا ایشور ایشور کا لفظ رٹا جائے، اور انسان حیوان - آسمان زمین اور

پڑھو

بلکہ کسی ایک سمت کی تعیین محض نماز کی باقاعدگی حسن انتظام، اور اطمینان قلب کے
حصول پر مبنی ہے، کیونکہ سمت کی عدم تعیین کی صورت مین لازمی ہے کہ لوگ مختلف سمتون
مین کھڑے ہوکر نماز پڑھین، اس صورت مین اس کی بیقاعدگی بالکل اس نوح کی بے قاعدگی
کی سی ہوگی جس کے افراد مختلف سمتون اور مختلف مقامون مین بکھرے ہوئے کھڑے ہون، خارجی
امور کا اثر قلب پر پڑنا لازم ہے، تم ایک ایسے مکان مین جاؤ جسکا فرنیچر نہایت بیقاعدگی
سے چارون طرف پھیلا پڑا ہوا ہے ممکن ہے کہ اس منظر سے تمھارا قلب وحشت نہ کھانے لگے
اور اسی کے مقابل ایک ایسے باغ کا نظارہ جسکی چمن بندیان خوش انتظامی اور حسن قاعدہ
کے سانچہ مین ڈھلی ہوئی ہین ممکن نہین کہ قلب مین سکون و فرحت کی لہر نہ پیدا کردے، انیابر
آن نماز کی خارجی بے قاعدگی اور باقاعدگی کو یقیناً قلبی آثار سے ایک خاص ربط ہے پس
نماز مین حصول سکون و اطمینان قلب کیلیے جو اصل نماز اور روح عبادت ہے نماز کی خارجی
حسن ترتیب لازمی امر ہے اور مین اوپر کہہ چکا ہون کہ سمت کے معین نہ ہونے مین نماز
کی بے ترتیبی اور بے قاعدگی کا قوی اندیشہ ہے۔ اسلیے شارع کی حکیمانہ عمق نظر اور
دور اندیشی نے تعین سمت کا آئین قائم کیا، جو کہ علاوہ اس سکون قلب کی
باطنی برکت کے جو صرف نماز ادا کرنیوالون کے حصہ مین آتی ہے ایک ظاہری دلنظری
بھی پیدا کردیتی ہے، جس سے راہگیر و تماشائی تک لطف نظر اٹھا سکتے ہین۔ اس امر
کی تائید کہ نماز مین خارجی حسن ترتیب کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے، صف بندی کے اصول
سے بھی ہوتی ہے، ورنہ صف درستی کے اس بلیغ اہتمام کی اور کیا غرض
ہو سکتی ہے۔

(روزہ) روزہ پر بڑا الزام یہ ہے کہ وہ انسانون کی صحت کو ضرر پہونچاتا ہے
اسی ضمن مین یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ہندوؤن کے چندر برت (چاندکا روزہ)

وہ شرک کا دشمن ہو مسلمان جس نبی نوع کو بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، کا
مصداق سمجھتے ہوں اس کا معمولی آدمیوں کے سلسلہ میں ذکر کرنا اور وہ بھی
کس انداز میں، احتیاج اور طلب کے انداز میں توحید کو کامل بنانے اور شرک
بیخ کو پراگندہ کرنے کا کیسا زبردست ذریعہ ہے، گویا ہمکو نماز میں روزمرہ یہ سکھایا
جاتا ہے کہ ہم اتنے بڑے اور جلیل القدر نبی کو خدا کے دربار میں اپنا سا محتاج
اور سائل سمجھیں اور دل میں یہ خیال کریں کہ کوئی مخلوق خواہ وہ کتنی ہی بڑی
ہو خدا سے کوئی نسبت نہیں رکھتی، یہیں سے اس سوال کا جواب بھی پیدا
ہو جاتا ہے کہ اچھا اسکا ذکر شرک نہ سہی مگر کم از کم نماز میں اسکی ضرورت ہی کیا تھا
علاوہ اس جواب کے ایک نہایت گہری بات اور ہے وہ یہ کہ ہم نے جیسا کچھ خدا
کو پایا اور سمجھا ہے وہ رسول اور اسکی الہامی کتاب ہے، پس روحانیت کی ترقی کا
یہ کتنا عمدہ گر ہے کہ ہم خدا کے ساتھ ساتھ اپنے روحانی باپ کا تذکرہ بھی (مگر اسکے
درجہ اور حیثیت کے مطابق) کرتے رہیں تاکہ اسکا ذکر ہمارے روحانی راستوں
میں ویسی ہی رہبری کرے جیسی وہ خود اپنی زندگی میں ہماری رہنمائی
کرتا تھا، ہاں سماج کو اپنی عبادتوں میں بلکہ اور کہیں بھی کسی رشی کا ذکر
موزون نہیں ہے کیونکہ وہ رشیوں کو اپنی روحانیت کا رہبر نہیں سمجھتے یا سمجھتے
ہیں تو صرف اسی قدر جس قدر پوسٹمین ہمارے خطوط کا۔

(سمت کعبہ) نماز میں ایک بڑا شبہ کعبہ کی سمت کھڑے ہوتے پر ہے،
مخالف لوگ اس رسم کو غالباً اس خیال سے شرک کہتے ہیں کہ یہ رسم خدا کو کعبہ
کے اندر محدود سمجھنے پر مبنی ہے ورنہ شرک کی جو تعریف کی گئی ہے اس کی رو سے
محض کسی کی طرف کھڑا ہونا تو شرک نہیں ہو سکتا اب ہم بتائے دیتے ہیں کہ
مسلمان اس رسم کو اس بنیاد پر نہیں قایم کرتے کہ خدا کعبہ کے اندر محدود ہے

سکتے ہین، مسافر اور بیمار چاہین تو روزہ نہ رکھین البتہ کامل صحت کے بعد قضا بھر دین، روزہ کی یہ دفعات نقصان صحت سے بچانے کے لیئے نہین ہین تو اور کس مصلحت کیلئے ہین! ان سب امور سے زیادہ روزہ کے متعلق یہ امر غور طلب ہے کہ روزہ دراصل ہے کیا چیز اور اسکی گہری سے گہری علت غائی کیا ہے، اگرچہ دیگر برت کی طرح روزہ بھی صرف بھوکا رہنے کی ایک نری رسم ہے تو وہ مضر صحت ہو یا نہ ہو اسکی لغویت ظاہر اور یقینی ہے، لیکن در حقیقت روزہ کی شان اس سے کہین بلند ہے، اتقا اجتناب از کبائر تعبّد یون تو شارع کی نظر مین انسانی زندگی کے ہر ہر لمحہ کا دستور العمل ہین لیکن سال مین ایک مہینہ ان صفات کی تکمیل کے لیئے منتخب کر لیا گیا ہے (اور روزہ اسی تکمیل کا ایک حکیمانہ دستور ہے) کیونکہ انسان کی دنیاوی مصروفیت اسکو ہر وقت اور ہمیشہ اس تکمیل کا موقع نہین دے سکتی۔

پس روزہ کی اصل حقیقت بھوکا رہنا نہین ہے بلکہ بھوکا رہنا صرف اسکا ایک ظاہری رکن ہے جو اصلی ارکان روزہ کے سویدیت کے لحاظ سے داخل کر لیا گیا ہے۔ روزہ کی اصل حقیقت اور علت غائی انہین صفات مذکورہ کی تکمیل ہے،

قران پاک کی آیت ذیل یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (اے ایمان والو اگلون کی طرح تم پر اسلیئے روزہ مقرر کیا گیا ہے کہ تم اتقا کرو) سے تو غیر مجملاً تائید ہوتی ہے مگر بخاری کی حدیث ذیل تو بالکل منطقی صراحت کے ساتھ اس خیال کی موئد ہے، روزہ کی حقیقت بتاتے ہوئے آنحضور نے فرمایا من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ (جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہین کیا تو خدا کی اُسکے کھانا پینا چھوڑنے سے کوئی غرض اٹکی ہوئی نہین ہے) یہان یہ یاد رہے کہ جھوٹ کا تذکرہ تمثیلی ہے ورنہ تمام گناہ برابر ہین اور سب

کی نقل ہے، نقل کا الزام تو اتنا ہی سنجیدہ ہے جتنا چنگیز خان پر حضرت حسین رضہ کے قتل کا الزام! مین کیا کوئی شخص کسی طرح تصور نہین کرسکتا کہ جب آنحضرت صلعم کے زمانہ مبارک مین عرب پر ہندو مذہب کا سایہ تک نہ پڑا تھا تو آپ نے اُس کے کسی ایک مسئلہ (چندر بِرت) کی نقل کیونکر اُڑائی۔ ہان یہ حیرت اُس وقت دفع ہوجاتی ہے جب آریہ سماج کے اُس بلند از عالم ناسوت دلیل کا علم ہوتا ہے کہ مکہ کا لفظ اصل مین ماہ کہ تھا، ماہ چاند کو کہتے ہین چاند سے چاند والا مراد ہے، چاند والا سے کنایہ مہادیو کی طرف ہے کیونکہ اُنکی تیسری آنکھ کے مقابل پیشانی پر چاند کا مارکہ بنا ہوا ہے، اگہ جگہ کو کہتے ہین۔ پس مکہ مہادیو کے استھان کا نام ہے۔ اِس لیے مکہ شہر ایک زمانہ مین ہندو مذہب کی ایک شاخ شیومت کا مرکز تھا۔ اِس دلیل کی لغویت خود اُسکے دور از فہم پیچ و خم سے ظاہر ہے جو محض وہم پر مبنی ہین، نیز جبکہ ازرقی کی تاریخ مکہ ہمکو بتاتی ہے کہ مکہ کی اصلیت لفظ بکہ ہے جو قرآن پاک مین موجود ہے جو کثرت استعمال سے مکہ ہوگیا ہے تو اِس آسان تر اور بسیط ترین تحقیق کے سامنے اِس دور از کار واہمہ آفرینی کی کیا وقعت ہوسکتی ہے جسکی ذمہ دار آریہ سماج کی خالص ایجاد کردہ فلالوجی ہے،

رہا مضر صحت ہونے کا الزام تو یہ اُن ڈاکٹری تحقیقات سے ناواقفی پر مبنی ہے جو آئے دن روزہ کے مفید صحت ہونے کے ثبوت مین شائع ہوا کرتی ہین، ان شہادات کو جمع کرنا اور ان پر جزئی بحثین کرنا درحقیقت ایک مستقل رسالہ کا کام ہے! اِس چھوٹے سے رسالہ مین صرف اصول کی طرف ہدایت کردینی مقصود ہے، علاوہ اِس کے اگر روزہ کی ترکیب و ترتیب پر تمام جزئیات کے ساتھ غور کیا جائے تو یہ صاف نظر آئے گا کہ شارع نے اس کمزور پہلو کو یقیناً محسوس کیا اور اس کے دفعیہ کی کافی تجویز مقرر فرمائی ہے، اِن جزئیات پر غور کرو، سحر کھانا سنت ہے اسحر صبح کے قریب کھاؤ، افطار مین دیر نہ کرو، بوڑھے اور ضعیف القوی فدیہ دے کر روزہ سے بچ

داخل ہین، زکوٰۃ قربانی اور بہتیرے تمدنی مسائل پہلی صنف کے ہین ۔ حج بھی پہلی صنف کا ایک فرد ہے، کیونکہ حج اسلام سے پہلے ملت ابراہیمی مین موجود تھا۔ نفس حج کی معقولیت تو ایک یقینی مسئلہ ہے کیونکہ وہ خدا کی پُر ولولہ اور مجذوبانہ عبادت ہے، جو اس عبادت مین شریک ہونے والون کو تھوڑی دیر کے لیے دنیا وما فیہا سے بیخبر، محبت الٰہی کے ناپیدا کنار سمندر مین غرق کرتی اور عشق کے اُن فطرتی جذبات کو جو دنیاوی خواہشات کے ڈھیر کے نیچے دبے پڑے ہوتے ہین، بیتابانہ حرکات وسکنات کے اشارہ سے مشتعل کر دیتی ہے، ہم اپنی سنجیدہ عبادتون مین جو کچھ خدا کے لیے کرتے ہین وہ ایک سنجیدہ مگر پُر تکلف محبت کا اظہار ہے۔ جو ہماری عام زندگی کے لیے موزون ہے، لیکن کیا عمر مین ایک دفعہ بھی وہ بے تکلف اور بیتابانہ اظہار محبت ہمارا فرض نہ ہونا چاہیے، جو ہمکو تمام قیود وتمدن وتصنع سے آزاد کر کے ایک بیتاب وازخود رفتہ عاشق کی طرح دربار الٰہی مین لاکھڑا کرے، اگر ہمکو خدا کا وجود تسلیم ہے، اسکی محبوبیت مطلقہ پر یقین ہے، اپنی اور دنیا کی ہستی کے فانی ہونے کا اقرار ہے، یہ عقیدہ ہے کہ انسان کا اصلی مدعائے زندگی خدا کا وصل ابدی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی مانتے ہین کہ ہماری روزمرہ کی عبادت عموماً اس ولولہ انگیز محبت کے اظہار سے عاجز ہین جو ایک ایسے محبوب مطلق کی نسبت سے ضروری ہے تو ہمکو اس اعتراف مین ہرگز پیش وپیش نہوگا کہ انسانی عمر مین بحالت اختیار کم سے کم ایک دفعہ یہ طریقہ ہر شخص پر فرض ہونا چاہیئے، حج کے قریب قریب کل ارکان اسی شوخ رنگ کو ظاہر کرتے ہین، طواف سعی، حجر اسود چومنا، عرفات کے میدان مین جمع ہونا۔ احرامی کپڑے پہننا (جو بیابان اور تارک الدنیا لوگون کا لباس ہے) بال اور ناخن بڑھانا، ترک زینت کرنا، وغیرہ، البتہ قدیم الایام مین کچھ شرک آلود یا اخلاق گُن رسمین ایسی ضرور تھین جنھون نے حج کو اس گلاب کے حوض کے مانند بنا دیا تھا جس کے ایک

مراد ہین، مختصر یہ کہ روزہ روحانی تکمیل کا ایک جامع طریقہ ہے، البتہ عوام نے اسکو
محض ایک رسم بنا رکھا ہے۔ جو قوم کے اخلاقی تنزل کا قدرتی اثر ہے۔ مگر صرف یہ
امر روزہ کی اصلی رفعت شان اور معقولیت کو منصف نگاہون مین حاعد از نہین
بنا سکتا۔ اگر آریہ سماج اس روحانیت افزا عبادت سے خالی ہے تو یہ اسکی مادیت
پرستی اور خالص دنیا گیری کی دلیل ہے اور یہ امر بجاے فخر کے آریہ سماج کے لیئے
افسوس و ماتم کا سبب ہونا چاہیے۔

(زکوۃ) نفس زکوٰۃ کی معقولیت تو ایک بدیہی امر ہے، جو کچھ اعتراض ہے اسکی مقدار پر
ہے۔ یعنی یہ کہ اسکی بھاری مقدار ناقابل برداشت بوجھ ہے، اس اعتراض کی وقعت
بھی اسی وقت تک رہتی ہے، جب تک ہم آنکھین پھیلا کر نوع انسان کی عالمگیر حاجتمندی
انسانون کی باہمی اخوت اور دولتمندون کے اندوہناک تنوع اسراف کو غور سے
نہین دیکھتے، ورنہ ان تین اصولی باتون کو مدنظر رکھتے ہوے اور ساتھ ہی موجودہ تمدن
وتہذیب کے ان کثیر الاصناف چندون کی فہرست پڑھتے ہوئے جو ہر صاحب زر کی میز پر
پڑی ہوتی ہے، ہمکو اسلامی زکوۃ کی مقدار نہ صرف مناسب معلوم ہوتی ہے بلکہ اگر
آیہ ہائے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ من حرم زینة اللہ پر نظر پڑے
تو وہ بہت ہی خفیف اور ضرورت سے زیادہ آسان نظر آنے کے قابل ہے،

(حج) حج کی حقیقت دریافت کرنے سے پہلے تم کو یہ معلوم رہنا چاہیے کہ اسلام دو قسم
کے اصول واحکام کا مجموعہ ہے، اگرچہ دونون الہام ہی کے نتائج ہین (۱) ایک وہ جو
مذاہب قدیمہ مین پہلے سے موجود تھے، چونکہ وہ فی نفسہ عمدہ اور مفید تھے، خرابیان جو
کچھ آگئی تھین عوارض سے تھین اسلیئے الہام ربانی نے انکو فرعی تبدیل و ترمیم کے ساتھ
اسلام مین قائم رکھا (۲) دوسرے وہ جو ضرورت زمانہ کے اقتضا سے بالکل نئے الہام
کیے گئے، نماز اپنی موجودہ ہیئت کے لحاظ سے اور بعض تمدنی احکام دوسری صنف مین

حیثیت ایک خشک منطقی یا بے مروت مگر منصف نقاد کی رہتی ہے، لیکن اس فرض کے ختم کر چکنے کے بعد مجھ مین ایک دوسری حیثیت پیدا ہو جاتی ہے، جو نوع انسان کا ایک فرد ہونے کے لحاظ سے بطور ایک لازمی فرض کے ہے، کتاب کے آخر مین ہمکو اسی حیثیت کے اقتضا سے یہ گذارش ضروری معلوم ہوتی ہے کہ سب سے پہلے ہمارے آرین احباب ہمکو اس نکتہ چینی کا فرض انجام دینے مین معذور رکھین گے جو تنقید اور موازنہ مذاہب کی کتاب کی سب سے پہلی فصل ہے، اس کے بعد اُنکو اس بات پر آمادہ ہونا چاہیئے کہ اس رسالہ کو اُسی پاک اور بلند جذبہ کی روشنی مین پڑھین جسکی رہنمونی و ہدایت مین وہ لکھا گیا ہے، سب سے آخر مین یہ دعا ہے کہ آپ اس رسالہ کے اُن مضامین سے فائدہ اوٹھاوین جو درحقیقت فائدہ پہونچانے کے قابل ہون، ہم کو اس قسم کے رسالون کے سلسلہ سے مجادلہ کا وہ خراب لٹریچر پھیلانا اور اُسمین اضافہ کرنا مقصود نہین ہے جو مذہب سے بددلی اور نوعی اتحاد سے نفرت کے جذبہ کو دن بدن ترقی دے رہا ہے، اسکا مقصد تنقید مذاہب کا وہ بے لاگ اور فلسفیانہ ذخیرہ مہیا کرنا ہے جو سنجیدہ دماغون کو مذہبی غور و فکر اور منصفانہ فیصلہ کی طرف متوجہ کر دے گو اس بلند مقصد کے لیے مجھے اپنی بے بضاعتی کا اعتراف ہے اور مین نہین کہتا کہ یہ یا میری کوئی اور تصنیف اس مقصد کو اصلی رنگ مین پورا کر سکی ہے، مگر میری نیت یقیناً یہی ہے اور کیا اچھا ہوتا کہ خدائے برتر میری اس نیت کا اچھا ثمرہ ظاہر فرماتا۔

آزاد سبحانی پروفیسر رسالہ الٰہیات

کونہ مین کُتّے نے پیشاب کر دیا ہو، اسلام نے دودھ سے مکھیان نکال کر پھینکدین یعنے وہ کل بری رسمین یکسر موقوف کر دین جو حج کے لیے باعث ننگ و عار تھین۔ وہ رسمین یہ تھین ¹ ننگا طواف کرنا، ² خانۂ مطاف مین مورتین رکھنا، ³ مورتون کو ہی مقصد طواف ٹھہرانا وغیرہ، اسلام نے کعبہ کو کسی مورتی کا گھر یا مندر نہین بنایا، بلکہ پہلے کی مورتیان اس سے باہر نکال دین۔ حجر اسود کوئی متشکل تصویر نہین ہے وہ صرف ایک معمولی پتھر ہے جو ابراہیم کے دست مبارک کا سر حد خانۂ کعبہ کی حیثیت سے نصب کیا ہوا ہے، مسلمان اسی حیثیت سے اسکو چوم لیتے ہین جس حیثیت سے ہر شخص اپنے برگزیدہ اسلاف کی تبرکات کو محبت و عظمت کے جوش مین بوسہ دیدیا کرتا ہے، اس رسم کے لیے کعبہ کی تخصیص اسلیئے ہوئی کہ وہ ان اول بیت وضع للناس (خدا کا پہلا گھر) تھا اس بنا پر وہ دنیا مین مظاہر الہی کا سب سے پہلا اور بڑا تجلی گاہ ہے،

اس بیان کے بعد تمکو وہ فرق معلوم ہوجائیگا جو ایام جاہلیت یا ہندوؤن کے حج اور اسلامی حج مین ہے، سچ ہے کہ اجودھیا کی مہا بیر گڑھی کا حج بھی ایک حج ہے اور کعبہ کا حج بھی ایک حج ہے، لیکن جب ہمکو مہابیر گڑھی مین ہنومان مہاراج کی ایک مورتی رکھی ہوئی اور محل طواف بنی ہوئی نظر آتی ہے، اور کعبہ ہمکو صرف روحانی تجلیات کا ایک فارغ از صنم بقعہ دکھائی پڑتا ہے تو ہم روز روشن یا ماہ نیم ماہ کی طرح صاف پہچان لیتے ہین ؎

چشم انسان اور ہے چشم غزالان اور ہے، وضع انسان اور ہے ترکیب حیوان اور ہے

آخری التماس

ہمکو اپنی قدیم عادت کے بموجب جو ہماری پچھلی تصانیف مین نمایان ہے موازنہ کے بعد کچھ التماس کرنا بھی ضروری ہے، جب تک موازنہ کا کام رہتا ہے اسوقت تک میری

غرض ہے کہ وہ خدا ہے یا خدا کا اوتار اگر تم یہ کہنے کی جرأت کر بیٹھو کہ اچھا اگر آتش پرستی وبت پرستی مین فرق نہین ہے تو نہ سہی آتش پرستی بھی اچھی چیز ہے تو یاد رہے کہ ایسی ہی تاویل بت پرستی مین بھی ہو سکتی ہے، پھر آتش پرستی کے ساتھ ہی بت پرستی بھی قبول کرنا پڑیگی،

(۱۲۵) فن سائیکالوجی (فلسفۃ النفس) سے ثابت ہوا ہے کہ انسانون کے دماغ و قویٰ ذہنیہ فطرتاً مختلف ہین اور اختلاف آب و ہوا ایک حد تک اسی کا نتیجہ ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ آیا یہ دماغی و ذہنی اختلاف بھی اعمال سابقہ کا اثر ہے (یعنی جس شخص نے پچھلے جنم مین جیسا عمل کیا ویسا ہی اسکو دماغ ملا) یا نہین، دوسری شق پر اس اختلاف کا اور سبب بتانا چاہیئے ورنہ خدا کو جس بے انصافی سے بچانے کے لیئے تناسخ کا مسئلہ تجویز کیا گیا ہے وہی بے انصافی عائد ہوتی ہے۔ پہلی شق پر انسانون کی مجبوری لازم آتی ہے،

(۱۲۶) تبت کی زمین شروع مین انسانی پیدائش کیلئے کس اصول پر منتخب کی گئی،

(۱۲۷) وید کی موجودہ شکل مین ترتیب و تدوین کب ہوئی، اس کا مدون کون تھا، اس کے حالات زندگی قابل اطمینان ہین یا نہین۔ پھر یہ بتاؤ کہ اس زمانہ تک ویدون کے محفوظ رہنے کی کیا صورت تھی، یہ سب باتین قابل اعتماد تاریخون سے بتانا چاہیین صرف توہمات و قیاسات مفید نہین ہین،

(۱۲۸) اگر خدا کو اصول فلسفہ و سائنس کی تعلیم بھی مقصود بالذات تھی تو وہ ایسے چیستان کیون رکھے گئے کہ ویدون کے بڑے سے بڑے ماہر کو (بجز سوامی دیانند) ویدون مین ان کا گمان تک نہین ہوتا اور وہ صاف کہتا ہے کہ ویدون مین گڈریون کے گیتون کے سوا اور کچھ نہین ہے، کیا یہ خیال سائنس و فلسفہ کی کسی مجمل سی مجمل کتاب کی نسبت بھی ہو سکتا ہے اور اگر سرے سے مقصود بالذات ہی نہ تھی تو پھر وید کو ان علوم کا منبع و مخرج قرار دینا اور یہ دعویٰ کرنا کہ ویدون مین ان کا تذکرہ انسانی تعلیم کے لیئے ہے،

آریہ سماج سے سوالات کا سلسلہ

(۲۱) انسانون کے لیئے جسقدر دنیاوی فوائد ممکن ہین اُن سبکو مذہب کی طرف سے انسانون پر فرض ہونا چاہیئے یا نہین، اگر نہین چاہیئے تو پھر اُنھین سے بعض مثلاً حفظان صحت کیون فرض قرار دیا گیا اور دوسرے بعض جو اس سے بھی زیادہ اہم ہین مثلاً بقاء زندگی کی تدابیر کیون انسانون کی مرضی پر چھوڑ دیے گئے اور فرض نہین قرار پائے، اگر سب کو فرض ہونا چاہیئے تو کیا اس بات کا ثبوت دیسکتے ہو کہ ہَون کی طرح ویدنے تمام دنیاوی ذرائع کو فرض قرار دیا ہے،

(۲۲) اگر یہ ممکن ہو کہ بارش اور صفائی ہوا کیلیئے ہَون سے زیادہ مفید ترکیب دریافت کیجائے یا اب موجود ہو تو کیا اُسوقت ویدہ ہَون کو ترک کر دینے اور بجاے اُسکے اس ترکیب کا التزام کر لینے کی اجازت ہوسکتی ہے اگر یہ کہو کہ اس سے زیادہ بہتر کوئی تدبیر نکل ہی نہین سکتی ہے تو اس دعوی پر کوئی علمی دلیل پیش کرو۔

(۲۳) اگر یہ قاعدہ درست ہے کہ ہر عنصر اپنی فطری حالت پر بالکل خالص رہنے سے ہی زندگی کیلیئے مفید ہوسکتا ہے اور ایسی چیزون کے میل جول سے جن سے اسکی اصلی کیفیتین بدل جاتی ہین وہ مضر بن جاتا ہے، تو اس کے ماننے مین کیا تامل ہوسکتا ہے کہ ہَون جسکے ذریعہ سے ہوا مین گھی وغیرہ غلیظ اور روغنی چیزون کے ذرات ملکر اس کے قدرتی سیلان اور لطافت کو کھو دیتے ہین، ہوا کو خراب کرنیوالی چیز ہے اور نتیجہ مین تندرستی کے لیئے مضر ہے،

(۲۴) آیا پارسیون کی آتش پرستی مین اور ہَون مین کیا فرق ہے جبکہ آتش پرستی کی کم و بیش وہی تاویل ہوسکتی ہے جو ہَون مین تجویز کی گئی ہے، مثلاً کہ آگ روشن رکھنے کی یہ غرض ہے کہ اس مقام کی ہوا خراب رطوبتون سے ہمیشہ پاک و صاف رہے اور تندرستی خراب نہ ہو، اسکی عظمت اور تعریف اسلیئے کی جاتی ہے کہ وہ مفید صحت ہے (جیسے سورج کے مفید ہونے کے سبب سے ویدون مین اُسکے سیکڑون بھجن گائے گئے ہین) نہ اس

روشنی پڑ سکے، تو پھر کیون کر تسلیم کیا جائے کہ لوگ تفہم بننے کی قابلیت بھی رکھتے تھے یا
نہین، کیونکہ تنہا کتاب خصوصاً وہ جسمین بعض مشتبہ مسائل بھی موجود ہون (جیسے
ویدون مین یوگ و تناسخ وغیرہ) عام طور پر انسانون کو اپنی سچائی کی نسبت یقین
نہین دلا سکتی خواہ اسمین بہت سی بہتر تعلیمین بھی ہون کیونکہ ایسے ہزارون تجربے
موجود ہین کہ ایک نالائق و بد باطن انسان اپنے ایک فاسد عقیدہ کو رواج دینے کے
لیئے ایسی موثر اور اعلی تصنیف پیش کرتا ہے کہ ناواقف لوگ اُس کے جال مین
پھنس جاتے ہین، پس صاحب کتاب کی حالات زندگی بجاے خود تصدیق کے لیئے
ایک ضروری رکن ہے نتیجہ یہ کہ ویدک دہرم کے بانی کا مجہول الحال ہونا اسکی صداقت کے
درجہ کو گھٹا کر نصف کر دیتا ہے،

(۲۳) جس قسم کے استعارات شت پیتھ براہمن وغیرہ کے لایعنی قصص کو تاویل کے
سانچہ مین ڈہال کر درست کر دیتے ہین، بعینہٖ اسی قسم کے استعارات پرانون کو بھی اغلاط
سے پاک بنا سکتے ہین، پھر کیا وجہ ہے کہ براہمن گرنتھ سکند مانے جاتے ہین اور پران
نباوٹی کہکر مسترد کر دیئے جاتے ہین حالانکہ انصاف یہ چاہتا ہے کہ دونون صحیح مانے جاوین
یا دونون غلط اور اصل یہ ہے کہ جس قسم کی دراز کار تاویلون کی بنا پر براہمن بلکہ
خود وید درست بنائے جاتے ہین اُن تاویلون کے ہوتے ہوئے نہ صرف عام پران
بلکہ طلسم ہوشربا و بوستان خیال بھی غلط نہین رد سکتے،

(۲۴) اپنو، مہابھارت، رامائن، وغیرہ کے وہ تمام اشلوک الحاقی بتائے جاتے ہین
جو ہون مین گوشت ڈالنے کا حکم دیتے ہین، مین پوچھتا ہون کہ سماج کی مانس پارٹی
جو اس مسئلہ کی قائل ہے اور جسکا ماخذ یقیناً وید ہوگا ان اشلوکون کو الحاقی ماننے
کے لیئے تیار ہے یا نہین اگر ہے تو پھر اُسکو لازم ہے کہ وید کے ایسے منترون کو بھی
الحاقی تسلیم کرے، اگر نہین ہے تو اِن کتابون کے محرف ہونے کی ایک جُھوٹی [illegible]

بالکل غلط ہے،

۱۲۹- اگر ویدک دھرم واقعی انسانون کو مذہبی و علمی آزادی دینے کا روادار ہے تو سوامی دیانند صاحب کا یہ فتویٰ کہ "مخالفین وید کو ذات اور ملک سے باہر نکال دینا چاہیئے" وید کے مطابق ہے یا مخالف اور اگر شروع سے وید ہی اسقدر تنگدل ہو تو پھر سماج کو دوسرون کے جبر و تعصب کی شکایت بیکار، اگر یہ کہو کہ سوامی صاحب کا فتویٰ صرف ویدک دھرمیون کی نسبت ہے جیسا کہ ذات کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے تو اس سے اصل سوال رفع نہین ہو سکتا کیونکہ کوئی غیر قوم کا ہو یا اپنی قوم کا اسی طرح شروع سے ایک دین کا مخالف ہو یا بعد کو مرتد ہو کر مخالف ہو گیا ہو اُسکو صرف مذہبی اختلاف کی بنا پر تعزیر دینی آزادی و فیاضی کے یقیناً خلاف ہوگا، مذہبی آزادی کا تو یہ معنی ہے جیسا موجودہ گورنمنٹ مین نظر آتا ہے، مثلاً خود ایک عیسائی دین عیسوی کو ترک کر کے مسیحیت کی کتنی ہی تردید کرے اگر اس سے کوئی تعرض نہ کیا جائیگا

(۱۳۰) اگر وید واقعی منبع علوم و فنون ہین اور صرف انھین سے ساری دنیا نے سائنس و فلسفہ کی ترقیات حاصل کین تو کیون ہند و قوم ناحق یورپ کی دست نگر بنی ہوئی ہو خود وید ہی سے وہ ساری باتین کیون نہین سیکھ لیتی، جنکو خود یورپ نے ویدون سے حاصل کیا ہے،

(۱۳۱) جن کنایات و رموز کے اصول پر ویدون کو تمام جملہ علوم و فنون کا خزانہ مانا گیا ہے اُن اصول پر ہر ایک وعظ و پند یا قصہ کہانی کی کتاب ماخذ علوم و فنون بن سکتی ہے تجربہ کیلئے مین مثنوی مولانائے روم کو پیش کرتا ہون اور دعوی کرتا ہون کہ اس معاملہ مین یہ کتاب ویدون پر فوقیت رکھتی ہے،

(۱۳۲) جب آدیتہ، انگرا، وغیرہ چار رشیون کا مفصل تذکرہ خود ویدون مین نہین ہے نہ بعد کو انکی کوئی لائف مرتب کی گئی جس سے اُنکے زمانۂ وجود کیرکٹر اور دیگر حالات پر

بڑا اصول یہ ہے کہ جب تک زندگی کے ہر ہر قدم مین اس قسم کے نام نہاد مذہبی رسوم سے مدد نہ لی جاوے اسوقت تک زندگی کامیاب نہین ہو سکتی برعکس اسکے انسان کی ترقی یافتہ تہذیب و تمدن نے یہ واضح کر دیا ہے کہ مذہب کا براہ راست تعلق صرف اخلاقی و روحانی کیفیات سے ہے اور ظاہری و جسمانی حالات سے صرف اس حد تک جس حد تک اُن کا کوئی معتد بہ اثر اخلاقی یا روحانی حالت پر ہو سکتا ہے پس آریہ سماجیون کو سونچ کر یہ طے کر لینا چاہیئے کہ یا تو وہ آریہ سماج کو مناسب وقت مذہب بنانے کے لئے ان رسوم کو خیرباد کہہ دینگے، یا اِن رسوم کی محبت مین وہ سماج کو ہاتھون سے کھو بیٹھنا پسند کرتے ہین

(۱۲۸) اگر ہون سے تصفیۂ ہوا مقصود ہے تو اس طعام سوزی کی رسم سے جس کو (د) تلمیعی خطاب دیا گیا ہے کیا مقصود ہے کیا فی الواقع اس کا مقصود یہی تصفیۂ ہوا ہے جیسا کہ سوامی دیانند تجویز فرماتے ہین، اگر یہی ہے تو مین نہین سمجھ سکتا کہ کوئی عاقل یہ تسلیم کر لیگا کہ ایک لقمہ کھانے کو جلانے سے گھر کی ہوا صاف ہو سکتی ہے، بجز اس کے کہ اسکی چراند پھیل کر دماغ کو خراب کرے، اگر یہ مان لیا جائے کہ اگنی دیوتا کو کھانا کھاتے وقت بھینٹ چڑھانے کی وہ پرانی رسم جو ہندو خیال کے مطابق حفظ جان کیلئے نہایت ضروری بات تھی، اس مجبوری سے باقی رکھی گئی ہے کہ اس رسم کا خود ویدون مین ذکر ہے تو معقول بات ہوگی ورنہ یہ تاویل تو بالکل تخریب معلوم ہوتی ہے۔

(۱۲۹) مان لیجئے کہ اس ترکیب سے ہوا صاف ہوتی ہے مگر یہ ظاہر ہے کہ اتنی تھوڑی سی تعداد سے جسقدر ہوا صاف ہوتی اور جتنی دیر تک صاف رہ سکتی ہے وہ بالکل ناکافی ہوگی کیونکہ ہر قسم کے اینڈھون اور چوکے کے گوبر سے ملا جلا ہوا دھوان پھر باورچی خانہ کی رطوبت سے جو خراب انجرات اٹھ سکتے ہین وہ سب وہان کی ہوا کو اسقدر غلیظ اور متعفن کر دیتے

بعین دوسری وجہین تو وہ بھی اُن لوگون کے مقابلہ مین تحریف والحاق کا ثبوت نہین ہو سکتین
جو اُن وجوہ کو تسلیم نہین کرتے ، مثلاً منو سمرتی مین بعض مافوق العادت امور کو ناممکنات سے
خیال نہین کرتے ، اور جبکہ ان کتابون کا محرف و ملحق ہونا مسلم نہین ہے تو کوئی وجہ نہین ہے
کہ یہی کتابین ویدک دہرم کا آئینہ حقیقت خیال نکی جاوین ، اگر کوئی صاحب ان کتابون کا
مخلوط و محرف ہونا ثابت کرنا چاہین تو اُن کا فرض ہے کہ قیاسات کو چھوڑ کر صرف روایات
سے کام لین مثلاً یہ کہ سنہ فلان کے منو سمرتی مین فلان اشلوک نہ تھا ، پھر اس سے بعد
والی منو سمرتی مین وہ اشلوک پایا گیا ،

(۲۵) اگر عبادت مین سمت کی تعین شرک ہے تو سندھیا مین سمت مشرق کی تعین شرک
ہے یا کچھ اور ، اگر یہ کہو کہ اسکو نفس عبادت مین دخل نہین ہے بلکہ اور سمت بھی سندھیا ہو سکتی
ہے تو اوّل اس راے کا ثبوت سوامی دیانند کے قول یا ویدون سے دو ، دوم یہ کہ مسلمانون
کا بھی تو یہی عقیدہ ہے ، البتہ بلاعذر تعین سمت اسلیئے ضروری چیز مانی گئی ہے کہ نماز مین باقاعدگی
قائم رہے (پھر ان پر شرک کا الزام کیا ، اگر یہ کہو کہ مسلمان تعین سمت کی اصل نیابت العد
کو قرار دیتے ہین تو جواب مین کہا جائیگا کہ اسیطرح سے مشرق کی تعین مین ، سورج دیوتا کی خاطر
ملحوظ ہے خواہ زبان سے نہ کہا جائے ورنہ اس خصوصیت کی کوئی اور وجہ بتانی چاہیئے ،
بہرحال اس قسم کے شرک سے آریہ سماج بچ نہین سکتا ،

(۲۶) آریہ سماج کا دعوی ہے کہ اسکا مذہب ہر قسم کے بے معنی رسوم سے پاک ہے امین پوچھتا
ہون کہ ذیل کی رسوم (جنکی تعلیم سوامی جی نے سنسکار ودہی مین دی ہے) کی کیا اخلاقی
ہے اور آیا آئمین اور ہندو مذہب کے اُن رسوم مین کوئی فرق ہے جو عام طور سے سماج
کا ہدف ملامت بنی ہوئی ہین ،

(۲۷) آریہ سماج مین بلا وجہ رسوم کی یہ کثرت (جیسا کہ سنسکار ودہی کے مطالعہ سے معلوم
ہوتا ہے) اس امر کی دلیل ہے کہ آریت بھی ہندو مت کی طرح وحشیانہ دور کا مذہب ہے جبکا

و خاموشی کا فائدہ دریا کنارہ کی نشست سے حاصل ہو جاتا ہے، تو یہ اوقات کے سوال کا جواب نہیں ہے بلکہ مکان کے سوال کا، بیشک دریا کنارہ کی نشست سے یہ فائدہ حاصل ہو جاتا ہے مگر اول تو ہر جگہ دریا وتا لاب ہوتا نہیں نیز اکثر جگہ دریا اتنی دور ہے کہ وہاں تک آنا تکلیف مالا یطاق ہے دوسرے کہ مکان کا انتخاب تو تمام اوقات عبادت کے لیئے یکساں ہے اگر اوقات بھی موزون ہون تو یہ موزونیت سونے پہ سہاگہ بن سکتی ہے۔

(۴۲) سورج کے گرد خیالی طواف کرنا جو سندھیا کا ایک کن (سپلز کرمن) ہے صریح شرک مخلوق پرستی اور علامت تنگ حوصلگی ہے کیونکہ خالص خدا پرستی اور اعلیٰ خیال کا تو یہ اقتضا ہے کہ عبادت مین خیالی طواف ہو یا صرف دہیان ہو جو کچھ ہو بس خدا کا ہو یہ خیال کرنا کہ ہم سورج کے گرد گھوم رہے ہین ثابت کرتا ہے کہ عبادت مین سورج بھی یا سورج ہی ہمارے دہیان کا مرکز ہے اور یہی معبود کی حقیقت ہے، پس سورج معبود ٹھہرا یہ عذر کہ ہمارا جسم تو سورج کے گرد نہین گھومتا جیسا کہ ہندؤن کے ہان ہے عذر لنگ سے زیادہ نہین ہے کیونکہ شرک کا تعلق زیادہ تر اور پہلے درجہ مین تخیل سے ہے اور ظاہری افعال سے کم اور دوسرے درجہ پر ہے پس اگر تم سورج کا جسمانی طواف نہین کرتے تو اسکا صرف اتنا نتیجہ ہو سکتا ہے کہ شرک کی ظاہری علامتون سے محفوظ ہو مگر جبکہ خیالی طواف کے مرتکب ہو تو اصل شرک تمھاری روح مین بالیقین راسخ ہے، یہ لغویات ہماری نماز مین نہین ہے جو اصل عبادت ہے رہا طواف کعبہ تو وہ اصل عبادت نہین ہے۔ اسی لیئے سال مین ایک مرتبہ اور وہ بھی اُمرا کے لیئے ہے، بلکہ اسلاف کی یادگار اور اپنے قومی و مذہبی مرکز کے پر جذب محبت کا بتیایا نہ اظہار ہے اور بس،

(۴۳) یہ مسلم ہے کہ ظاہری افعال کا اثر کچھ نہ کچھ روح پر ضرور پڑتا ہے اور اسی نیو پر

ہین کہ ایک لقمہ چانول سے پیدا ہونے والی ہوا اس گرد و پیش کی خزانہ ہوا مین بالکل جذب ہوجائیگی، لہذا اگر فی الحقیقت تصفیہ ہوا کا تخیل دماغ پر اس نازک درجہ تک احاطہ و تسلط کرچکا ہے تو بجاے ایک دو لقمہ کے سیر دو سیر گھانا جلانا فرض کرنا چاہیئے تاکہ باورچی خانہ کی ہوا صاف رہے اور اگر آدمی غریب ہے تو پورے گھر کی صفائی ہوجایا کرے۔

(۴۳) اسی کے متعلق آریہ سماج سے یہ سوال ہے کہ یہ اور ایسی ہی ہون کی رسم صرف فارغ البال لوگون کے لیئے ہے یا ہر کس و ناکس کیلیئے، اگر پہلی صورت ہے تو اس قید کا ثبوت سوامی دیانند جی کے کسی قول اور پھر وید کے کسی منتر سے ہونا چاہیئے، اور اگر دوسری صورت ہے تو ان غریبون کے لیئے ان فرائض کی ادائگی کی کیا صورت تجویز کی گئی ہے جنکے بچے ہانڈی چاٹ کر بھی سیر نہین ہوتے اور جنکو بجز ایک کپڑا کے سوا دوسرا کپڑا میسر ہی نہین آتا جسکو پہن کر پہلے کپڑے کو صاف کرلین نہ مہینون انکو ایک پیسہ صابن کے لیئے بچتا ہے جس سے کپڑے صاف کرسکین کیا انکو بھی اس نازک تصفیہ ہوا کی اور اسکے دور از قدرت وسائل کی ضرورت ہی۔

(۴۴) سندھیا کے اوقات کا تعیّن صاف سورج پرستی پر دلالت کرتا ہے گویا سورج دیوتا کی تشریف آوری اور مراجعت دونون وقت انکو خوشنودی کا سلام کیا جاتا ہے ورنہ اوقات عبادت کی تعیّن دو اصول پر ہوسکتی ہے ایک یہ کہ ہر طرف کامل سناٹا ہو تاکہ حضور قلب حاصل ہوسکے دوسرے یہ کہ عین کاروبار اور مصروفیت کا وقت ہو تاکہ اہتمام عبادت متصور ہو مگر اوقات سندھیا مین آنمین کا کوئی اصول نہین پایا جاتا کیونکہ پہلی غرض کے لیئے طلوعِ آفتاب سے پہلے فجر کاذب کا سہانا اور خاموش وقت موزون ہے نہ کہ طلوع آفتاب کے بعد، اسی طرح اس غرض کے لیئے عشاء کا وقت موزون ہے پھر اگر مزید معرفت کا شوق ہو تو پچھلے پہر تہجّد کا وقت موزون ہے نہ کہ غروب آفتاب کا وقت دوسری غرض کے لیئے ظہر و عصر و مغرب کے اوقات موزون ہین، رہا یہ جواب کہ حضور قلب

کی تکالیف وخطرات سے ہی جانبر نہ ہوسکینگے نیز جانیوالون مین سے اکثر ایسے ہونگے کہ وہ صحرائی زندگی چھوڑکر عمرانی زندگی کو پھر پسند نہ کرینگے کیونکہ عموماً بادیہ نشین فقرا آبادی سے متنفر پائے جاتے ہین دوسرے یہ کہ یہ لوگ واپس آکر دنیا کو کیا سکھائینگے وہی جو مہاتما بدھ نے سکھایا تھا یعنی صحرانوردی وبادیہ گردی،

(۴۶) آشرمون مین بان پرستھہ آشرم (صحرانشینی) اس تنگ خیالی ونا واقفی کا ثبوت ہے جو عام طور سے معرفت کی حقیقت سمجھنے مین کی جاتی ہے ورنہ نظر غائر اس کا فیصلہ کر چکی ہے کہ طلب معرفت کے لیے ترک دنیا اور صحرانشینی کی کوئی ضرورت نہین ہے بلکہ مکروہات دنیوی مین مبتلا رہکر ہی معرفت کا اصلی کمال حاصل ہوسکتا ہے کیونکہ جنگل مین صبر، قناعت، تحمل، عفت وغیرہ صفات کی تکمیل کا موقع کہان۔

(۴۷) سنیاس آشرم (جہان گردی) کا ہر شخص پر فرض کرنا اصول تقسیم عمل سے ناواقفی نیز قابلیت تکلیف شرعی کی طرف سے بے پروائی کی دلیل ہے، بہتر ہوتا اگر اسلام کیطرح اس منصب کو فرض کفایہ قرار دیا جاتا،

(۴۸) سنیاس کے بعض شرائط نہایت لغو اور بعض متضر ہین مثلاً (۱) سر کے بال، ڈاڑھی، مونچھ، منڈا لینا (۲) ۷۵ برس کی عمر مین سنیاس لینا جو انحطاط قوی اور مخبوط الحواسی کا زمانہ ہے،

(۴۹) سلسلۂ الہام کیون آغاز دنیا مین بند ہو جاتا ہے، کیا اس مقام پر جہان وید نہین پہونچے الہام کی ضرورت نہین ہے

(۵۰) الہام کی نوعیت کیا ہے اگر اسکی نوعیت صرف اسیقدر ہے کہ لطافت روح کے سبب سے حقائق منکشف ہو جاتے ہین تو کیا اب روحین ویسی لطیف نہین ہوتین جیسی ملہمین وید کی تھین، نیز یہ کہ اگر موجودہ روحین ارواح ملہمین سے نسبتاً کچھہ کم لطافت بھی سہی تاہم اسکا نتیجہ صرف یہ ہوسکتا ہے کہ اب وید جیسے مکمل الہام نازل نہ ہون مگر کم از کم گیتا جیسا الہام تو ہو

فلسفۂ تہذیب اخلاق کی عمارت قائم ہے، اب دیکھو اس اصول کے مطابق تمہاری عبادت کے اکثر ارکان ظاہری نقصان دہ ہیں، مثلاً پرانایام مین پالتھی مار کر بیٹھنا یہ متکبرانہ نشست ہے جسکو مہذب آدمی کبھی پسند نہین کرتا، پھر غور کرو اس نقشہ کو کہ ایک شخص خدا کے سامنے اس جابرانہ انداز سے بیٹھا ہوا ہے، اور کانپ اُٹھو، کیا ممکن ہے کہ ہماری روحین اس طرح تزکیہ حاصل کر سکین، یہی عادت ہے جو انسانون کو اپنے مجالس مین بھی تہذیب وادب برتنے سے روک دیتی ہے۔ اسی طرح ہون مین آگ روشن کرنا اور اُسکے اردگرد تمکنت سے بیٹھنا دوسرے ہی غرور وحشمت کا ایک عجیب اثر پیدا کرتا ہے، اسی کے مقابلہ مین مسجدون مین مسلمانون کی خاکنشینی اور جبہہ سائی کا نظارہ کرو۔

(۴۴) ویدی استھان اور دیگر اوزار ہون کی خاص شکلون اور پیمانون کے اختیار کرنے کا فلسفہ سوامی صاحب یہ بیان فرماتے ہین کہ اقلیدس کی مشق ہے، مین نہین سمجھ سکتا کہ اقلیدس کی مشق کو مکتی مین کیا دخل ہے کہ عبادت تک مین شامل کر دی گئی ہے، پھر یہ کہ اور فنون رنگسازی۔ خیاطی۔ مصوری وغیرہ نے کیا قصور کیا تھا کہ ان فنون کی مشق پر توجہ نہین کی گئی، بہتر ہوتا کہ کوئی ایسی جامع العلوم والفنون عبادت تجویز کی جاتی جسمین دنیا بھر کے علوم وفنون کی مشق کرائی جاتی اس لحاظ سے تو ہندؤن ہی کا ہون آرین ہون سے اچھا ہے کیونکہ وہان (براہ جی) کی صورت بنا کر اقلیدس کے ساتھ ہی ساتھ مصوری کی بھی مشق کرائی جاتی ہے نیز اس سے بت پرستی کا مسئلہ بھی بہت کچھ معقولیت حاصل کر لیتا ہے کیونکہ اسمین فن مصوری کی مشق ہوتی ہے

(۴۵) آشرم کی تقسیم بھی باطن مین دہیان اور ظاہر مین تمدنی حیثیت کیلئے نہایت مضر ہے کیونکہ سنیاس آشرم پر اگر دنیا کا بڑا حصہ عمل کرے تو اول تو کتنے جنگل

کرتا ہے ،

(۱۵۴) سماج کے مسلمہ اصول جو ارکان مذہب مانے جاتے ہین الہامی ہین یا غیر الہامی پہلی شق پر ذیل کے اصول کو ویدون مین دکھاؤ مگر صراحت کے ساتھ کیونکہ اصول مذہب کنایات واستعارات سے قائم نہین ہو سکتے (۱) روح و مادہ قدیم ہین (۲) ورن اوصاف سے نبتا ہے (۳) نیوگ کی ضرورت ، دوسری صورت مین بتاؤ کہ ان اصول پر اعتقاد رکھنا کس بنا پر واجب ہے ،

(۱۵۵) سوامی دیانند نے سماجی اصول کی جو فلاسفیان تجویز فرمائی ہین ان سے آریہ سماج کو اتفاق ہے یا نہین اور آیا ان فلاسفیون کے غلط ثابت ہو جانے کے بعد خود اصول کو غلط ماننے مین کچھ تامل تو نہ ہوگا ،

(۱۵۶) راج نیت (اصول حکومت) کی قوانین تعزیری وغیرہ الہامی ہین یا غیر الہامی ، دوسری صورت مین وید کی جامعیت پر حرف آتا ہے پہلی صورت مین یا تو ویدون کی کمزوری لازم آتی ہے یا یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ ہر زمانہ کے لیئے نہین ہے کیونکہ موجودہ زمانہ کے اصول حکومت ویدک اصول سے کہین زیادہ موزون اور مفید ہین ۔ نمونہ کے طور پر ایک آدھ ویدک اصول حکومت لکھا جاتا ہے (۱) چورون ڈاکوؤن کو معتبر عہدہ دارون کے پاس ملازم رکھنے چاہیئین تاکہ چوری کی عادت چھوٹ جائے ستیارتھ صفحہ ۲۰۰ (۲) جس کا جسقدر علم اور عزت زیادہ ہو اُسکو جرم مین اتنی ہی زیادہ سزا ہونی چاہیئے ستیارتھ صفحہ ۲۲۳

(۱۵۷) تمھارا عقیدہ ہے کہ سورج مین بھی انسان ہین حالانکہ سائنس کا یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ سورج چونکہ نہایت گرم گیس کا کرّہ ہے اسلیئے اُس مین زندگی کی بالکل صلاحیت نہین ہے حتی کہ زمین مین بھی حرارت کے بجھ جانے کے ایک عرصہ کے بعد استعداد زندگی پیدا ہوئی ہے پس یا تو سائنس کے اس مسئلہ کی تردید کرو یا وید کی غلطی تسلیم کرو

مگر عجب بات ہے کہ سوامی دیانند جیسے مہرشی بھی اس نعمت سے تہی دست ہی گئے۔

(۱۵) یہ سمجھ مین نہین آتا کہ ملہمین وید مین الہام کی قابلیت تو پیدا ہوئی تھی پچھلے جنم مین اور اسکا قدرتی اثر جو بطور لازم کے تھا یعنی الہام وہ حاصل ہوا آئندہ جنم مین کیا اسکی بعینہ تمثیل نہ ہوگی کہ مین نے آنکھ تو اس زندگی مین کھولی ہے مگر چیزین دکھائی دینگی مرنے کے بعد دوسری زندگی مین۔

(۱۶) ملہم کی تعداد ہمیشہ چار رہنے کی کیا فلاسفی ہے کیون صرف ایک ہی شخص ملہم نہین بنایا گیا اگر یہ کہو کہ گزشتہ جنم مین چار آدمی الہام کی قابلیت رکھتے تھے تو اس تسلسل کی کیا وجہ ہے کہ ہر دنیا مین چار ہی قابل الہام نکلتے ہین کیا اس تعداد مین کمی وبیشی بھی معجزہ کی طرح قوانین قدرت کے مخالف ہے یا یہ کہ وید کے چار حصے ہونا چونکہ لازمی ہے اسلیئے اُنکے نزول کے لیئے ۴ آدمی خواہ نخواہ کرلیئے جاتے ہین خواہ اتفاق سے کسی دنیا مین الہام کے قابلون کی تعداد چار سے کم وبیش بھی ہو جائے۔

(۱۷) سوامی دیانند کے ہر ارشاد کی پابندی آریہ سماج کے فرائض مین داخل ہے یا نہین اگر ہے تو یہ حق الہام کے سوا کسی انسانی کلام کو حاصل نہین ہو سکتا کیونکہ انسان غلطی سے پاک نہین ہے، پس وید کے علاوہ ایک جدید الہام تسلیم کرنا پڑا جو اصول سماج کے خلاف ہے، اگر نہین تو وہ سماج کے تمام امتیازی اصول جو دیانند صاحب کے صرف ارشاد سے مانے جاتے ہین بعد تحقیق مسترد ہو سکتے ہین۔ اب بتاؤ کہ سماج ایک مستقل مذہب کیون کر قرار دیا جاسکتا ہے بلکہ اسکی حیثیت زیادہ سے زیادہ اسلام کے سید احمد خانی فرقہ کی سی ہوگی کہ وہ عام مسلمانون سے الگ کچھ خاص رائین رکھتا ہے مگر اُنکو ارکان مذہب نہین سمجھتا وہ معجزہ کا معراج جسمانی کا منکر ہے مگر اس کا عقیدہ ہے کہ ان مسائل کے مثبتین ومنکرین اسلام ونجات مین بالکل یکسان ہین حالانکہ آریہ سماج ہندو مذہب کو ناقابل نجات اور اپنے کو اصل مذہب تصور

وظائف طلباے مدرسۂ الٰہیات

کان پور

مدرسہ ہذا مین وظائف حسب قابلیت ذیل ایسے طلبا کو دیے جاتے ہین جنکو مدرسہ ہذا کی سب کمیٹی تعلیمی حسب قواعد مدرسہ بعد امتحان انتخاب کرتی ہے۔

(۱) گریجویٹ جسکی سکنڈ لنگویج عربی رہی ہو یا جسکو معمولی طور پر علم ادب وصرف نحو مین واقفیت ہو۔ [illegible] ماہوار

(۲) فارغ التحصیل عربی طالب العلم جو سنسکرت یا انگریزی سے معمولی طور پر واقف ہو یا انٹرنس پاس شدہ یا انڈر گریجوٹ جسکی سکنڈ لنگویج عربی رہی ہو یا معمولی طور پر علم ادب و صرف نحو سے واقف ہو [illegible] ماہوار

(۳) فارغ التحصیل عربی طالب العلم [illegible] ماہوار

(۴) قریب فارغ التحصیل عربی طالب العلم [illegible] ماہوار

درخواستین حسب ذیل پتہ پر آنا چاہیئن

محمود احمد (علیگ) آنریری سکرٹری مدرسۂ الٰہیات کان پور)

(۱۵۸) تمھارا عقیدہ ہے کہ تمام کرون مین یہی وید ہین، اب سوال یہ ہے کہ اُن کرون مین قرآن وانجیل وغیرہ بھی ہین یا نہین نہونے کا دعوی ہو تو اس دعوی پر دلیل پیش کرو، مگر یہ دلیل کافی نہین ہو سکتی کہ یہ جھوٹی کتابین ہین اسلیئے اُن کا خدا کے کرون مین کہان گذر، کیونکہ زمین بھی خدائی ہی کرہ ہے، اگر یہ کہو کہ ہین تو ویدون کا وہان ہونا اُنکی صداقت وعظمت کی دلیل نہین ہے، کیونکہ بعینہ یہی فخر مسلمانون اور عیسائیون کو بھی حاصل ہے

(۱۵۹) ان کرون مین انسانی آبادی ہونے کا عقلی ثبوت کیا ہے کیا ہر کرہ کے انسان اپنی ضروریات وحالات مین زمینی انسانون کے بالکل برابر ہین، کیا یہ ممکن نہین ہے کہ ان کرون کے انسان فطرتاً ایسے نیک اور دانشمند ہون کہ انکو کسی قانون کی سرے سے ضرورت ہی نہ ہو یا بعض کرون مین ہوا اور پانی ہی نہ ہو جس کہ اُنکے لیے ہون، اشنان وسندھیا کرنا ناممکن ہو، نیز اُنکو اس کی ضرورت نہ رہے،

(۱۶۰) یہ بتاؤ کہ ویدون پر ان مقامات مین ایسے بھی جہالت کے زمانے آئے ہین یا نہین اور ساتوین منونتر کے کلجگ مین وہان بھی سوامی دیانند پیدا ہوئے ہین یا نہین، اور سوامی جی سے اور پادری اسکاٹ اور مولوی قاسم صاحب سے وہان بھی مناظرے ہوئے یا نہین اور وہان کے ویدون کے ملہمین بھی اودیتہ، انگرا وغیرہ ملہمین کرۂ ارض ہی ہیں یا اور حضرات، ان کرات کی مدت انسانی بھی یہی ۱۹۶ ارب ۴۳ کروڑ ہے یا کچھ کم وبیش، ان کرات مین بھی یہ تمام جانور موجود ہین جنکے قوالب مین انسانون کے تناسخ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے یا نہین، ان جگھون مین تبت کا قائم مقام کون کون سا حصہ ہے، اُن کے کیا کیا نام ہین، یہ ساری دعاوی عقلاً ونقلاً مدلل ہونے چاہییں، امام الدین سابق متعلم مدرسۃ الٰہیات

اعلان

اہل نظر کو مژدہ ہو کہ مدرسہ الٰہیات کانپور نے علاوہ اس موجودہ ٹریکٹ کے ویدک دھرم کے متعلق بہتیرے ایسے محققانہ ٹریکٹس تیار کیے ہین جن سے سماجی مذہب کی حقیقت پر کامل روشنی پڑ سکتی ہے، یہ کل ٹریکٹ جنکی فہرست حسب ذیل ہے وقتاً فوقتاً شائع ہو کر پبلک کی خدمت مین حاضر ہوتے رہینگے۔

۱ ابطال قدامت مادہ و روح	۸۔ ویدک دھرم مین تقدیر کا ثبوت
۲ ابطال تناسخ	۹۔ ویدک دھرم مین معجزہ کا ثبوت
۳۔ تحریف وید	۱۰۔ ویدکے الہامی ہونے کی جانچ
۴۔ ابطال قدامت وید	۱۱۔ ویدک دھرم کا مخرج
۵۔ ویدک فلسفہ کی حقیقت	۱۲۔ اسلامی تصوف اور ویدک تصوف کا مقابلہ
۶ ویدک عبادت	۱۳ سماجک اصول پر ویدک کا
۷ ویدک نجات	روحانیت سے خالی ہونا۔

خاکسار۔ محمود احمد (علیگ) آنریری سکرٹری مدرسہ الٰہیات کانپور